

بعث بعد الموت کا عقیدہ

قرآن مجید کی روشنی میں

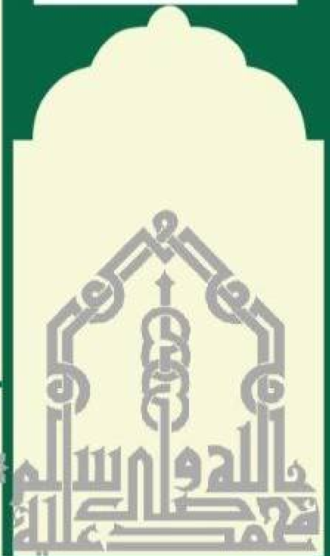


مؤلف

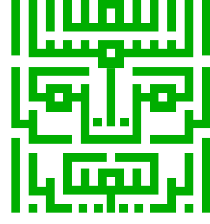
مفتی محمد احمد رضا مصباحی

مولانا الیاس اشرفی دار المطالعہ
نیچا کھالی داسپاڑا چوپڑا اتر دیناجپور بنگال



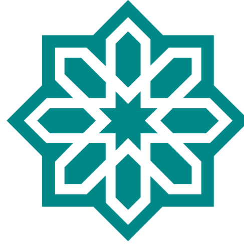


تقسیم کار
رضا دار الاشاعت چوپڑا اتر دیناجپور مغربی بنگال



بعث بعد الموت کا عقیدہ

قرآن مجید کی روشنی میں



مؤلف

مفتی محمد احمد رضا قادری مصباحی حنفی دیناجپوری

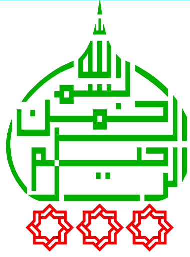
پرنسپل جامعہ اہلسنت ضیاء العلوم کربلا روڈ کالپی شریف ضلع جالون یو پی

﴿ناشر﴾

مولانا الیاس اشرفی دار المطالعہ

رضا منزل کنٹھی گچھ نیچا کھالی، پوسٹ داسپاڑا، تھانہ چوپڑا

ضلع اتر دیناجپور مغربی بنگال (ہند)



نام کتاب: عقیدۂ بعث الموت قرآن مجید کی روشنی میں

مصنف: مفتی محمد احمد رضا قادری مصباحی حنفی دیناجپوری

ناشر: حضرت مولانا الیاس اشرفی دارالمطالعہ رضا منزل کنٹھی گچھ نیچا کھالی پوسٹ داسپاڑا ضلع اتر دیناجپور بنگال

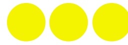
سن اشاعت: ١٤٤١ھ/2020ء

تعداد: 500

قیمت:

طباعت:

ملنے کے پتے

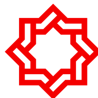


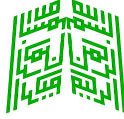
- جامعہ اہلسنت ضیاء العلوم کربلا روڈ کالپی شریف ضلع جالون یوپی
- اعلیٰ حضرت لائبریری ڈیگابنا ہاٹ، تھانہ چوپڑا ضلع اتر دیناجپور بنگال
- مولانا الیاس اشرفی دارالمطالعہ کنٹھی گچھ نیچا کھالی پوسٹ داسپاڑا تھانہ چوپڑا ضلع اتر دیناجپور

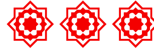
رابطہ نمبر

9564767751

8918216659

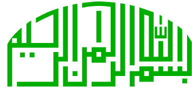






فہرست عناوین





شرف انتساب

- غوث الاغواث قطب ربانی سیدنا شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- سلطان الہند خواجہ غریب نواز سیدنا شیخ معین الدین حسن چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت سیدنا شیخ احمد فاروقی سرہندی نقشبندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- قطب الاقطاب حضرت سیدنا شیخ سید میر محمد حسینی ترمذی قادری کالپوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- امام اہلسنت مجدد دین وملت سیدنا الشاہ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- مرشد برحق حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری قدس سرہٗ
- بلبل بنگال حضرت مولانا محمد الیاس اشرفی قادری دیناجپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- استاذ العلماء حضرت مولانا عبد الرحیم نعیمی اشرفی دیناجپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ



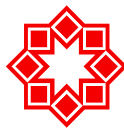
گر قبول افتد زہے عز و شرف

والسلام مع الکرام

غبار راہ علمائے دین

احقر الوری محمد احمد رضا مصباحی غفرلہ

کالپی شریف





عرض ناشر

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

عصر حاضر میں الحادیت اور مادہ پرستی اپنے عروج پر ہے جس کے خطرات اسلامی معاشرے پر بادل کی طرح منڈلا رہے ہیں کیوں کہ مسلمانوں میں دینی تعلیم سے دوری اور دنیوی تعلیم سے قربت کا رجحان تیزی سے فروغ پا رہا ہے جس کے چلتے ایک مسلمان کا بچہ اسلامی عقائد ونظریات کو شک کی نگاہ سے دیکھنے کا عادی بنتا جا رہا ہے ممکن ہے آگے چل کر اس کے پاس اسلامی نام کے سوا کچھ نہ بچے۔

یہ بات یقیناً اپنی جگہ درست ہے کہ عصری تعلیم ترقی کا ایک زینہ جس کے بغیر آج ایک قدم بھی آگے بڑھنا مشکل ہے لیکن یہ بھی سچ ہے کہ وہ تعلیم جو اپنوں کو ہی اسلام سے بیگانہ کر دے وہ کسی عذاب سے کم ہرگز نہیں اس لئے ضروری ہے کہ ہم فرمان رسول ﷺ : **طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ** : کو مدنظر رکھتے ہوئے خود کو اور اپنے بچوں کو کم از کم ضروریات دین وسنیت سے آشنا کرنے کی کوشش کریں تا کہ ایک سچے مسلمان کی حیثیت سے اس دنیا سے ہماری رخصتی ہوں۔

اس ضمن میں عرض کرنا چاہوں گا کہ ماضی قریب میں گزرنے والی ضلع اتر دیناجپور بنگال کی معروف دینی شخصیت بلبل بنگال حضرت مولانا الیاس اشرفی قادری علیہ رحمۃ الباری (متوفی ۱۴۲۳ھ/ ۲۰۰۲ء) نے اپنی مختصر حیات کا بیشتر حصہ اسلامی افکار ونظریات کی ترسیل میں صرف فرمایا تھا اور اپنے پسماندگان کے لئے بھی آپ کی یہی نصیحت تھی کہ اس جادۂ مرضیہ پر سب لوگ حتی الوسع قائم رہیں! یہ اور بات ہے کہ مبداء فیاض نے آپ کی ذات میں جو خوبیاں وکمالات ودیعت فرمائے تھے وہ کامل طور پر آپ کے فرزندوں کے حصے میں نہیں آئے لیکن آپ کی اس انمول نصیحت پر عملی جد وجہد کا داعیہ مسلسل مہمیز رہا چنانچہ آپ کے در دولت پر ہی آپ کی طرف منسوب کر کے ایک دار المطالعہ قائم کر دیا گیا جس کا نام ,حضرت مولانا الیاس اشرفی دار المطالعہ، رکھا گیا ہے۔ بحمدہ تعالیٰ اس دار المطالعہ میں مختلف دینی موضوعات پر مشتمل فی الحال دو ہزار کے قریب کتابیں موجود ہیں لیکن ابھی تک اس کے پاس کوئی مستقل عمارت نہ ہونے کی وجہ سے اس کی افادیت عام نہیں ہے البتہ کوشش جاری ہے اگر اللہ نے چاہا تو بہت جلدی عمارت کا بھی انتظام بھی ہو جائے گا۔

ایسا بھی نہیں کہ مولانا الیاس اشرفی دار المطالعہ کی سرگرمیاں صرف نام تک ہی محدود ہے بلکہ احباب گرامی کے لئے یہ اطلاع باعث مسرت ہوگی کہ بے پناہ مشکلات درپیش ہونے کے باوجود اب تک اس نے یہ تین کتابیں شائع کرنے کا شرف حاصل کیا ہے (۱) تازیانہ بر محبین عام دیابنہ (۲) قہر ربانی برفتنۂ شیطانی (۳) المذہب المشہور فی زیارۃ القبور۔ اور اس وقت یہ چوتھی اشاعت ب،**عث بعد الموت کا عقیدہ قرآن مجید کی روشنی میں**، اس سلسلے کی ایک اہم کڑی ثابت ہونے جا رہی ہے جس پر ہم اللہ تعالیٰ کا بے شمار شکر ادا کرتے ہیں۔

ہمارا ارادہ ہے کہ اس دار المطالعہ کے تحت حضرت بلبل بنگال علیہ الرحمہ کا ادھورا مشن رفتہ رفتہ تکمیل کی جانب بڑھے تا کہ دین وسنیت کی خدمت بھی ہو اور ان کی روح بھی مسرور ہو اسی خیال کے ساتھ احباب کی خدمت میں ہماری یہ نئی اشاعت حاضر ہے امید ہے کہ اپنی دعاؤں سے محروم نہیں فرمائیں گے۔

فقط والسلام مع الاکرام

(منیجر) مولانا الیاس اشرفی دار المطالعہ رضا منزل کنٹھی گچھ (نیچا کھالی) پوسٹ داسپاڑا تھانہ چوپڑا ضلع اتر دیناجپور بنگال
۲ر رجب المرجب ۱۴۴۱ھ/ ۲۷ر فروری ۲۰۲۰ء
موبائل نمبر
8016985496

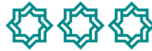


تقریظ جلیل

سیف رضویہ عالم علوم اسلامیہ خلیفۂ حضور تاج الشریعہ

حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد شاعر رضا رضوی دامت برکاتہم القدسیہ

استاذ مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا بریلی شریف یوپی



بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لاھلہ والصلوۃ علی اھلھا

اسی دنیا کو سمجھ رکھا تھا تونے جنت
سرکشی کی تجھے اب ہوگی سزا موت کے بعد
آخرت اور قیامت کا اڑاتا تھا مذاق
اپنی بکواس کی اب جھیل سزا موت کے بعد

اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

:ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ: پھر وہ دوبارہ پھونکا جائے گا جبھی وہ دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے (الزمر۔۶۸)

یہ نفخۂ ثانیہ ہے جس سے مردے زندہ کئے جائیں گے۔

اور فرماتا ہے اللہ عزوجل۔

:يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا: جس دن صور پھونکا جائے گا تو تم چلے آؤ گے فوجوں کی فوجیں۔(النبا۔۱۸)

اور فرماتا ہے عزوجل۔

:يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَ نَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا: جس دن صور پھونکا جائے گا (لوگوں کو محشر میں حاضر کرنے کے لیے) اور ہم اس دن مجرموں کو اٹھائیں گے نیلی آنکھیں۔(طٰہٰ۔۱۰۲)

اور فرماتا ہے عزوجل۔

:وَ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ وَ كُلٌّ اَتَوْهُ دٰخِرِيْنَ: اور جس دن پھونکا جائے گا صور تو گھبرائے جائیں گے جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں ہیں مگر جسے خدا چاہے اور سب اس کے حضور حاضر ہوئے عاجزی کرتے (النمل۔۸۷)

یعنی روز قیامت سب لوگ بعد موت زندہ کئے جائیں گے اور موقف میں اللہ تعالی کے حضور عاجزی کرتے حاضر ہوں گے۔

اور فرماتا ہے عزوجل۔

:وَ نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ: اور پھونکا جائے گا صور جبھی وہ قبروں سے اپنے رب کی طرف دوڑتے چلیں گے۔(یٰسین۔۵۱)

زمین اور پہاڑ اور ہر چیز نفخۂ اولی سے اضطراب میں آجائے گی اور تمام خلق مرجائے گی۔اس کو اللہ عزوجل نے یوں فرمایا۔

:يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ.تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ: کہ کافروں پرضرورعذاب ہوگا جس دن تھرتھرائے گی تھرتھرانے والی،اس کے پیچھے آئے گی پیچھے آنے والی۔(النازعات۔٦،٧)
یعنی نفخۂ ثانیہ ہوگا،جس سے ہرشئی باذن الٰہی زندہ کردی جائے گی،ان دونوں نفخوں کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ ہوگا۔
اوراللہ عزوجل فرماتا ہے۔
:وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ: اور بولے وہ جن کوعلم اورایمان ملا بیشک تم رہے اللہ کے لکھے ہوئے میں اُٹھنے کے دن تک تو یہ ہے وہ دن اُٹھنے کا (جس کے تم دنیا منکر تھے) لیکن تم نہ جانتے تھے (الروم۔٥٦)
یعنی انبیاء اورملائکہ اورمومنین ان کارد کریں گے اورفرمائیں گے کہ تم جھوٹ کہتے ہو۔(یعنی تم نہ جانتے تھے) دنیامیں کہ وہ حق ہے ضرور واقع ہوگا،اب تم نے جانا کہ وہ دن آگیااوراس کا آنا حق تھا تو اس وقت کا جاننا تمہیں نفع نہ دے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔(خزائن العرفان)
اورفرمایارب العزت نے۔:وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ:اورجب وحشی جانورجمع کیے جائیں۔(التکویر۔٥)
روزقیامت بعدبعث،کہ ایک دوسرے سے بدلہ لیں،پھرخاک کردیئے جائیں۔حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا کہ قیامت میں ہرشئی اٹھائی جائے گی یہاں تک کہ مکھیاں بھی۔(ابن ابی حاتم)
حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بے شک وہ لوگ جو دریامیں غرق ہوئے توان کے گوشت کو مچھلیوں نے تقسیم کرلیاباقی صاف حصہ ایک حصہ ہڈیاں رہ گئی تو انہیں دریانے جنگلوں میں پھینک دیا،ایک عرصہ ہڈیاں جنگلوں میں رہ کرچورہ چورہ ہوگئیں ان پراونٹ گزرتے رہے اورانہیں کھاتے رہے یہاں تک کہ انہیں مینگنیاں بنا کر پیٹ سے باہر پھینکا اس کے بعدقوم نے آکران پرگھر بنائے اور ان مینگنیوں کو آگ میں جلایاوہ بالکل راکھ ہوگئی پھراس راکھ کو ہوانے اڑاکرزمین میں بکھیرا تو جب صور پھونکا جائے گا تو قیامت میں وہ دوسرے اہل قبور کی طرح برابرطوراٹھائے جائیں گے(ابونعیم)
اورفرمایاہے رب العزت نے۔:كَمَا بَدَاْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ:جیسے پہلے اسے بنایا تھا ویسے ہی پھرکردیں گے(الانبیاء۔١٠٤)
یعنی ہم نے جیسے پہلے عدم سے بنایا تھا ویسے ہی پھرمعدوم کرنے کے بعد پیدا کردیں گے یا یہ معنی ہیں کہ جیسا ماں کے پیٹ سے برہنہ غیرمختون پیدا کیا تھاایسا ہی مرنے کے بعداٹھائیں گے۔(خزائن العرفان)
امام اہل سنت سرکاراعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

ایک دن آواز بدلیں گے یہ ساز
چہچہا کہرام ہوہی جائے گا

بندہ بے دام نے یہ چندمذکورہ بالاقرآنی آیات وکلمات بعث بعدالموت سے متعلق بغرض تصدیق وتوثیق کتاب ھذا پیش کیا جس میں عقیدہ آخرت بعث بعدالموت کو احادیث وآثارصحیحہ متوافرہ متظافرہ،اقوال ائمہ دینیہ وجزئیات فقہیہ سے قطع نظرکہ جن کاایرادموجب اطول،تا کتاب درازنہ گردد،نیزمقصودومطلوب مختصر،فقط واضح وروشن متعددآیات قرآنیہ سے مرصع ومزین کرکے بیان کیا گیا ہے۔
اس مبارک رسالہ کومحقق عصر ماہرعلم وفن ناصراہل سنن ہادم قلعہ صلح کلیت ناشرمسلک اعلیٰ حضرت خلیفہ حضورتاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد احمدرضاصاحب قادری رضوی مصباحی،حنفی دیناجپوری،مدظلہ العالی(شہزادہ بلبل بنگال) صدرومفتی جامعہ اہلسنت ضیاءالعلوم کالپی شریف یوپی کے قلم حقیقت نے رقم فرمایاہے مفتی صاحب قبلہ نے بغرض اصلاح امت عقیدہ آخرت جوضروریات دین سے ہے کہ اس کاانکارکفر ہے نہایت بالتسہیل والتسلیس جاذبانہ پرکشش انداز واسلوب میں بیان فرمایا جس کافہم وادراک عامی کوبھی دشوارنہ ہوگا۔اس عقیدہ کی افہام وتفہیم کے لئے مفتی صاحب قبلہ نے ماشاءاللہ ٧٥رنصوص قرآنیہ کتاب کے چندمشمولات میں واردکیا جوآپ کی قرآن فہمی،کثرتِ مطالعہ،مسائل شرعیہ

میں غور وخوض تتبع وتجس، جد و جہد، جذبہ تبلیغ واشاعت عقائد اہل سنت، خدمت خلق علمی گہرائی، وسیع النظری، اور مسائل قرآن میں ژرف نگاہی پر بین دلیل ہیں۔

موافق موضوع کتاب کے مشمولات یہ ہیں ۔(۱) بعث بعد الموت اسلام کا ایک بنیادی عقیدہ ہے۔(۲) منکرین کا تعجب وارتیاب اور حجت قرآنی۔(۳) دعوت انبیاء علیہم السلام میں عقیدہ بعث بعد الموت کا ذکر۔(۴) قرآن کا چیلنج اور منکرین کی ہزیمت۔(۵) عقل انسانی ایک عظیم نعمت ہے۔(۶) عقل والوں کو دعوت قرآنی۔(۷) عقیدہ بعث بعد الموت اور قرآنی ارشادات۔(۸) بنی اسرائیل کے مقتول کا زندہ ہو کر اپنے قاتل کی نشاندہی کرنا۔(۹) حضرت حزقیل علیہ السلام کی دعا سے ایک جماعت کا موت کے بعد زندہ ہونا۔(۱۰) حضرت عزیز علیہ السلام کا وفات کے سو سال بعد دوبارہ حیات ظاہری کی طرف پلٹنا۔(۱۱) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا پرندوں کی موت کے بعد زندہ ہونے کا مشاہدہ کرنا۔(۱۲) اصحاب کہف کا تین سو سال بعد نیند سے بیدار ہو کر عقیدہ بعث بعد الموت پر دلیل بن جانا۔(۱۳) عقیدہ بعث بعد الموت ایک اٹل حقیقت ہے۔(۱۴) تتمہ۔

کتاب پڑھ کر دیکھئے تو آپ بھی کہیں گے کہ مفتی صاحب قبلہ نے قوم کو ایک بیش بہا گراں قدر سرمایہ پیش کیا جو قابل ستائش ولائق اجابت اور عقائد اسلامیہ کی ترویج واشاعت کی طرف راغب کرتا ہے۔جس میں بالخصوص خطباء وواعظین اور رہبران دین کو اصلاح امت کے لیے عقائد اہل سنت بعث وحشر ونشر وقیام قیامت، قضاء وقدر بیان کرنے کی تلقین ہے۔ یہ ایک اچھی فکر ہے کہ قوم مسلم کی ترقی فلاح وصلاح اسی میں مضمر ہے کہ عقیدہ آخرت بیان کرنے کا سب سے بڑا اثر یہ ہے کہ یہ انسان کے اندر مراقبۂ نفس اور محاسبۂ ذات کی صفت پیدا کرتا ہے پھر انسان اپنے اعمال کی خود پاسبانی کرتا ہے اور مزید کثرت عمل کا جذبہ وشوق پیدا ہوتا ہے مصائب پر صبر کی قوت ملتی ہے غرض کہ بعث بعد الموت کا عقیدہ انسان کے ظاہر و باطن دونوں کو بدل دیتا ہے اور انھیں نیک اعمال واخلاق سے متصف کر دیتا ہے، اس عقیدہ پر کتاب شائع کرنے کا مقصود بھی یہی ہے کہ لوگوں کے ایمان وعقیدے کی حفاظت ہو اور گمراہی سے بچ کر اپنی مراد کو پہونچیں۔

یاد رہ جائیں گی یہ بے باکیاں
نفس تو تو رام ہو ہی جائے گا

مفتی صاحب قبلہ کی زیادہ تر تصنیفات وتالیفات مطبوعہ غیر مطبوعہ اور مقالات وغیرہا مذاہب باطلہ عقائد عاطلہ، مفاسد شرعیہ کے رد وابطال اور ضروریات دین وضروریات مذہب اہل سنت والجماعت بالخصوص تعلیمات مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر واشاعت پر مشتمل ہیں جو اس بات پر واضح طور پر ثبوت ہے کہ احقاق حق وابطال باطل وعاطل آپ کا خاص وصف ہے اور آپ کے کارہائے نمایاں کو عوام وخواص قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں بالخصوص آپ کے محبین میں علماء کرام آپ کی قابلیت، تحقیق وتدقیق قلمی توانائی قلمی نقوش، منصفانہ مزاج، اخلاق کریمانہ، علو ہمتی، تصلب فی الدین کو خوب سراہاتے ہیں۔ یہ فقیر بھی ان کے کام کی وسعت سن سن کر اور دیکھ کر خوش ہوتا رہتا ہے اللہ عزوجل اعطائے جزائے خیر کے ساتھ ساتھ مفتی صاحب قبلہ کی اس کاوش کو مقبول عام اور مفید انام کرے، گم گشتگان راہ راست کے لیے مشعل راہ بنائے اور ان کو صحت وسلامتی کے ساتھ مزید دینی ملی خدمات کی توفیق بخشے۔

آمین ثم آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

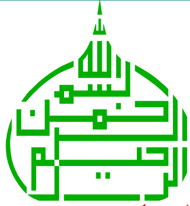
طالب دعا

احقر العباد محمد شاعر رضا قادری رضوی دار جلنکوی غفرلہ القوی

خادم العلم الشریف جامعۃ الرضا بریلی شریف

۱۰؍اکتوبر ۲۰۲۰ء بروز شنبہ





کلمات حبیب

حضرت علامہ مفتی محمد حسنین رضا مصباحی مدظلہ العالی
استاذ شعبۂ عربی ادب جامعہ اہلسنت ضیاء العلوم کالپی شریف



نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہٖ الکریم

جس طرح ایک مسلمان کے لئے نماز و روزہ وغیرہ فرائض دینیہ پر اعتقاد رکھنا ضروری ہے یونہی حشر ونشر یعنی بعث الموت پر بھی ایمان رکھنا لازمی ہے کیوں کہ حشر ونشر کے حق ہونے پر ایمان رکھنا ضروریات دین میں سے ہے اسی لئے علمائے دین نے یہ واضح کر دیا ہے کہ اس عقیدے کا منکر ضروریات دین کا منکر اور خارج از اسلام ہے اس لئے مسلمانوں کے درمیان اس عقیدے کا ذکر بار بار ہونا چاہئے کیوں کہ اس سے انسان گناہوں سے احتراز اور عبادت و ریاضت کی مشقتیں اٹھانے کی قوت حاصل کرتا ہے جبکہ اس کی طرف سے غفلت و بے خیالی اقدام گناہ کا سبب بن جاتی ہے۔ آج کے اس دور مادہ پرستی میں بعث بعد الموت کا عقیدہ مسلمانوں میں بہت ہی کمزور ہوتا دکھائی دے رہا ہے جس کی وجہ سے انسان کارگناہ سے خوف نہیں کھاتا اور وہیں اگر اس کے دل و دماغ میں یہ عقیدہ ہمہ وقت تازہ رہے کہ مجھے مرنا ہے اور پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور اچھے برے اعمال کا جواب دہ ہونا ہے تو وہ خود کو گناہوں باز رہنے کی کوشش کرے گا۔

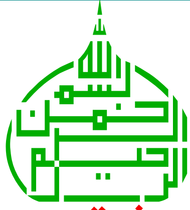
بہر حال جزا وسزا کا ایک دن متعین ہے اللہ تعالیٰ سورۂ زلزلہ میں فرماتا ہے۔

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ، وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ: (تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرہ بھر برائی کرے اسے دیکھے گا) اور جس دن ایسا ہوگا اسی دن کا نام یوم قیامت ہے۔ اور اس دن کو یوم نشر وحشر بھی بولا جاتا ہے ,نشر، کا معنی ہے موت کے بعد مخلوق کو زندہ کرنا جبکہ ,حشر، کا معنی ہے انہیں میدان حساب اور پھر اس کے بعد جنت و دوزخ کی طرف لے جانا، اور یقیناً ایسا ہونا ہے۔

دور حاضر جس میں فتنے حشرات الارض کی طرح جنم لے رہیں اور مسلمانوں کے عقائد و ایمان پر شب خون مار رہے ہیں ایک فتنے کا تدارک نہیں ہو پاتا کہ دوسرا سر اٹھالیتا ہے اسی میں امت مسلمہ میں پھیل رہی ضعیف الاعتقادی بھی ہے بالخصوص مسلم نوجوانوں کا یوم آخرت اور اس کے مراحل پر یقین وایمان آج بہت کمزور ہوتا ہوا نظر آرہا ہے جبکہ یہ بہت ہی تباہ کن ہے۔ ذخائر اسلامی میں اس عقیدہ کے برحق ہونے پر مضبوط دلائل موجود ہیں چنانچہ زیر نظر رسالہ ,**بعث بعد الموت کا عقیدہ قرآن مجید کی روشنی میں**، اسی سلسلے میں ترتیب دیا گیا ایک مدلل مضمون کا مجموعہ ہے،بفضلہ تعالیٰ مجھ ناچیز کو شروع سے آخر تک اس رسالے کو پڑھنے کا موقع ملا جو بہت خوب ہے خاص طور سے متعلقہ مضمون پر صرف آیات قرآنیہ کا التزام اور دعوت فکر دینے والا تبصرہ و بیان مطالعہ کرنے والوں کو سامان تسکین فراہم کرنے والا ہے۔

اس رسالہ کے مرتب خلیفۂ حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد احمد رضا قادری مصباحی حنفی دیناجپوری ہیں جو تصنیف و تالیف اور مطالعہ کا گراں بہا شوق اور تتبع و تلاش و تحقیقی مزاج رکھتے ہیں ساتھ ہی ساتھ حضرت مفتی صاحب قبلہ نرم مزاج، پاکیزہ اخلاق و کردار، علمی استحضار اور فقہ افتا میں خاصی مہارت کے بھی حامل ہیں۔ دعا ہے مولیٰ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب کو صحت وسلامتی کے ساتھ ساتھ ملت ومسلک کی زیادہ سے زیادہ خدمت کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے اس رشحات قلم کو مقبولیت دارین عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

فقط والسلام
حسنین رضا مصباحی عفی عنہ



حضرت مولانا مفتی محمد حیات اللہ رضوی نظامی

استاذ جامعہ اہلسنت ضیاءُ العلوم کربلا روڈ کالپی شریف ضلع جالون یوپی



نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہٖ الکریم

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ عصر حاضر میں امت مسلمہ سیاسی، معاشی، تہذیبی، معاشرتی اور عائلی و روحانی مسائل کو لیکر سخت بحران و پیچیدگی کا شکار ہے۔ جس کا بنیادی سبب تعلیمات قرآنی سے بے رخی اور شرعی تقاضوں سے بے توجہی برتنا ہے جبکہ امت اگر اپنا کھویا ہوا وقار اور اعتماد بحال کرنا چاہے تو اس کے لئے واحد راستہ صرف یہ ہے کہ نظریۂ قرآنی و تعلیمات دینی پر عمل پیرا ہونا ہوگا۔

آج یہ دیکھ کر افسوس ہوتا ہے کہ ہمارے اسلامی معاشرے میں دنیاداری اور مادہ پرستی سرایت کرگئی ہے جس کی وجہ سے لوگ آخرت و عقیدۂ اخرت سے پرواہو کر گناہوں کی طرف مائل نظر آتے ہیں حالانکہ آخرت کا تصور قرآن وحدیث میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ موت کے بعد ہر انسان کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا اور جو جیسا عمل کرے گا اس کو ویسا بدلہ دیا جائے گا لہٰذا یہ بات بہت اہم ہے کہ مسلمان فکر آخرت سے ہرگز غافل نہ ہو۔

اس وقت ہمارے سامنے یوم آخرت کو یاد دلانے والی ایک کتاب مسمّیٰ بہ، **بعث بعد الموت کا عقیدہ قرآن مجید کی روشنی میں**، موجود ہے جو استاذ گرامی ماہر علوم درسیہ حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد احمد رضا قادری مصباحی حنفی دیناچپوری صدر شعبۂ افتاء وصدر المدرسین جامعہ اہلسنت ضیاءُ العلوم کربلا روڈ کالپی شریف کی تصنیف لطیف ہے جو اپنے موضوع پر خوب سے خوب تر ہے ماشاءاللہ تعالیٰ۔

حضرت نے اس کتاب میں آیات وامثال اور قصص قرآنیہ کے ذریعہ عقیدۂ بعث بعد الموت کو واضح کیا ہے اور طوالت سے کام نہ لے کر معروضانہ لب ولہجہ استعمال کرتے ہوئے مختصر تبصرہ پر اکتفا فرمایا ہے تاکہ پڑھنے وسمجھنے میں کوئی دقت نہ ہو اور دل میں احساس آخرت بھی بیدار ہو جائے۔

حضرت استاذ گرامی کی اس سے قبل بھی متعدد کتابیں طبع ہو کر اہل علم سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہیں جن میں سے (۱) المذہب المشہور فی زیارۃ القبور۔ (۲) تازیانہ برجبین عام دیابنہ۔ (۳) قہر ربانی برفتنۂ شیطانی۔ (۴) پیغام تعلیم۔ وغیرہ کتابیں قابل ذکر ہیں جو حسب ضرورت عوام اہلسنت کی رہنمائی کے لئے معرض وجود میں آئیں۔

کتاب ہذا بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے جس کو اپنی گوناگوں علمی مصروفیات میں شامل فرما کر اصلاح عوام کی خاطر آپ نے حال ہی میں زیور ترتیب سے آراستہ فرمایا ہے ہمیں امید ہے کہ اہل ذوق اسے پسند فرمائیں گے، اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ حضرت کی اس کاوش کو قبول فرما کر مقبول عام بنائے اور ان کو صحت وتندرستی کی دولت سے مالا مال رکھے وزیادہ سے زیادہ دین متین کی خدمت لے۔ آمین۔

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین۔

والسلام مع الکرام

محمد حیات اللہ نظامی

جامعہ اہلسنت ضیاءُ العلوم کربلا روڈ کالپی شریف یوپی

۱۷/فروری ۲۰۲۰ء



حامدا ومصليا

ایک مسلمان کے سامنے جب موت، قبر، حشر، نشر، یوم حساب، صراط، میزان وجہنم کی بات کر کے اسے گناہوں سے بچنے کی تلقین اور نیکیاں کرنے کی ترغیب دی جائے اور جواب میں یہ سننے کو ملے کہ جب مرنا ہے تب مرنا ہے، قبر میں کون دیکھنے جاتا ہے کہ وہاں کیا ہوگا، مرنے کے بعد جو ہوگا دیکھ لیں گے، وہاں کا معاملہ وہیں دیکھا جائے گا وغیرہ وغیرہ تو اس وقت صرف افسوس ہی نہیں بلکہ حیرت واستعجاب کی انتہا ہو جاتی ہے یہ سوچ کر کہ کہیں اس کا عقیدۂ آخرت کمزور یا مشکوک تو نہیں ہوگیا ہے جس کے نتیجے میں وہ اس طرح کا ردعمل ظاہر کر رہا ہے۔

یقینا اس طرح کی غیر مناسب باتیں ایک مسلمان سے صادر نہیں ہونی چاہئے اور اگر کوئی کلمہ گو عقیدۂ آخرت کے متعلق شک وشبہ کا شکار ہو جاتا ہے تو اس کا ایمان آخرت میں نفع بخش ثابت نہیں ہوگا کیوں کہ یہ عقیدہ ضروریات دین سے ہے اس کے برعکس کفار وملحدین کا یہ نظریہ ہے کہ دنیا ہی سب کچھ ہے آخرت کوئی چیز نہیں بھلا مرنے کے بعد جب گوشت پوست وہڈیاں گل سڑ جائیں گی تو اس کا احیا کس طرح ممکن ہے؟ یہی عقیدہ کفار مکہ کا بھی تھا جیسا کہ علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ روایت نقل فرمائی ہے۔

جاء العاص بن وائل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم بعظم حائل، ففتّه بيده، فقال يا محمد: أيحيي الله هذا بعدما أرى؟ قال: نعم. يبعث الله هذا، ثم يميتك، ثم يحييك، ثم يدخلك نار جهنم فنزلت الآيات من آخر يس، {أولم ير الإنسان أنا خلقناه من نطفة فإذا هو خصيم مبين} إلى آخر السورة: عاص بن وائل رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک بوسیدہ ہڈی لے کر آیا اور اس کو اپنے ہاتھ سے ٹکڑے ٹکڑے کر کے کہنے لگا، اے محمد! (ﷺ) کیا اللہ اس کو زندہ کرے گا اس حال کے بعد جو میں اس وقت دیکھ رہا ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں! اللہ تعالیٰ اس کو زندہ کر کے دوبارہ اٹھائے گا پھر تجھ کو موت دے گا پھر تجھ کو زندہ کرے گا پھر تجھ کو جہنم کی آگ میں داخل کرے گا۔ اس پر سورۂ یٰسین کے آخری آیتیں نازل ہوئیں: **اولم یر الانسان انا خلقنه من نطفة فاذا هو خصيم مبين الى آخر سورة:** (اور کیا آدمی نے نہ دیکھا کہ ہم نے اسے پانی کی بوند سے بنایا جبھی وہ صریح جھگڑالو ہے آخری سورہ تک) (تفسیر درمنثور)

حضور صدر الافاضل علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔

: یہ آیت عاص بن وائل یا ابوجہل اور بقولِ مشہور اُبَی بن خلف جُمحی کے حق میں نازل ہوئی جو انکارِ بَعث میں یعنی مرنے کے بعد اُٹھنے کے انکار میں سید عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بحث وتکرار کرنے آیا تھا اس کے ہاتھ میں ایک گلی ہوئی ہڈی تھی اس کو توڑتا جاتا تھا اور سید عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کہتا جاتا تھا کہ کیا آپ کا خیال ہے کہ اس ہڈی کو گل جانے اور ریزہ ریزہ ہو جانے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ زندہ کرے گا؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہاں اور تجھے بھی مرنے کے بعد اٹھائے گا اور جہنّم میں داخل فرمائے گا۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی: (خزائن العرفان برحاشیہ کنز الایمان)

اس بیان سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ بعث الموت کے تعلق سے کفار کا عقیدہ کیسا ہوتا ہے اور حضور پاک ﷺ نے اس کے برعکس کیا نظریہ رکھنے کا حکم فرمایا جس کی تائید اللہ رب العالمین کا کلام کر رہا ہے اس کے باوجود اگر کوئی اس کی طرف سے غفلت کا شکار ہوتا ہے تو اس کا انجام کیا ہوگا بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن تصویر کا ایک دوسرا رخ یہ بھی ہے کہ اہل منبر ومحراب کی طرف سے عوام الناس کے سامنے اس نوعیت کے مسائل بہت کم بیان کئے جاتے ہیں اور اگر کوئی بیان کرتا بھی ہے تو فقط برائے نام جس میں نہ دلائل کی رعایت ہوتی ہے نہ نصوص

کاالتزام یہی وجہ ہے کہ عام طور پر لوگ عقیدۂ بعث بعد الموت کو شاید زیادہ اہمیت نہیں دیتے حالانکہ آج اس چیز کی حاجت ایک بار پھر شدید ہوگئی ہے کہ اسلام کے بنیادی عقائد ونظریات کو مدلل ومبرہن انداز میں عوام میں بیان کیا جائے تاکہ اسلامی اقدار کے اس دورِ زوال میں عامۃ المسلمین کا یقین واعتماد کم از کم ضروریات دین وایمان پر پورے کمال کے ساتھ بحال رہے چنانچہ ہم نے اسی زاویۂ نگاہ کے تحت کتاب مجید کی ان آیات مقدسہ کو لیا جو صراحتاً بعث بعد الموت کی حقیقت پر دال ہیں اور ان قرآنی قصص وامثال کو بھی بیان کیا جو زیرِ عنوان آتے ہیں البتہ اس سلسلے میں احادیث مبارکہ کو زیر بحث نہیں لایا کیوں کہ ایک تو طوالت سے بچنا تھا دوسرے اس پر صرف نظریہ قرآنی کو ذکر کرنا مقصود تھا اسی مناسبت کی وجہ سے ہم نے اس کا نام، **بعث بعد الموت کا عقیدہ قرآن مجید کی روشنی میں**، رکھا اس نیت کے ساتھ کہ دین کی ایک بات دوسرے بھائیوں تک پہنچانے کا شرف مجھے بھی حاصل ہو، امید کرتا ہوں کہ احباب اخلاص مند پسند فرمائیں گے۔

انداز بیاں گرچہ بہت شوخ نہیں ہے
شاید کہ اتر جائے ترے دل میں مری بات

اب اس بات کا اظہار کرتے ہوئے مجھے بے پناہ مسرت ہو رہی ہے کہ کتاب کی طباعت واشاعت کی ذمہ داری ہمارے دیرینہ محب وکرم فرما حضرت مولانا منصور عالم رضوی دیناچپوری مدرس دار العلوم شمس العلوم نوری مسجد اسلامپور نے پورے اخلاص کے ساتھ لے لی بھی دو کتابوں کی اشاعت میں ان کا مالی تعاون بھرپور شامل رہا لہٰذا فقیر قادری خوشدلی کے ساتھ ان کے حق میں دعائیں خیر کرتا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ انہیں اس کا اجر کامل عطا فرمائے۔

یہاں میرے وہ احباب گرامی بھی بہت زیادہ لائق سپاس ہیں جو اس کام میں میرے معین ومعاون ثابت ہوئے یعنی حضرت مولانا مفتی حسنین رضا مصباحی دام مجدہٗ استاذ جامعہ اہلسنت ضیاء العلوم کالپی شریف جنھوں نے کتاب پر نظر ثانی کی زحمت اٹھائی اور عزیز القدر مفتی محمد حیات اللہ رضوی سلمہ اللہ تعالیٰ شعبۂ تخصص فی الفقہ جامعہ ہٰذا کہ عزیزم نے پروف ریڈنگ کا فریضہ انجام دیا اور محب ومخلص رفیق گرامی حضرت مولانا منصور عالم رضوی زید کرمہٗ جو میری تالیفات کو منظر عام لانے کے لئے راستہ ہموار کرتے رہتے ہیں۔ اللہ رب العزت ہر ایک کو اس نیک کام کا بہترین بدلہ عطا فرمائے اور مجھ بینوا کو ایسے دوستوں کی رفاقت سے کبھی بھی محروم نہ کرے۔ آمین۔

اب محترم قارئین کی خدمت میں عرض ہے کہ ہم نے اس رسالے کو اپنے صواب دید کے مطابق بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش کی ہے اور طول واختصار کے مابین آیات قرآنیہ کی روشنی میں ضروری باتیں بیان کر دی ہیں نیز قارئین کو دقت نہ ہو اس لئے آیات قرآنیہ پر اعراب کا بھی التزام کر دیا ہے لیکن یہ ایک قلیل البضاعت وحقیر بندے کی کاوش ہے جس میں کوشش کے باوجود ہر طرح کی غلطیاں رہ جانا ممکن بلکہ واقع ہے اس لئے گزارش ہے کہ اگر کتاب میں کہیں کوئی خطا نظر آئے تو از راہ اصلاح ومحبت آگاہ فرمائیں تاکہ اس کو دور کیا جا سکے اور فقیر واس کے والدین واحباب کے حق میں حسن خاتمہ ومغفرت کی دعا کریں کہ یہی سب سے عظیم چیز ہے۔

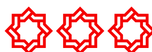
دعاء: اے رب کریم تیری بارگاہ عظمت وجلال میں تیرے پیارے حبیب محمد رسول اللہ ﷺ کو وسیلہ بنا کر یہ فریاد کرتا ہوں کہ میری اس حقیر کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما اسے مقبولیت کے زیور سے آراستہ کر دے، میری تمام عصیاں پر عفو وغفران کی بارش برسا دے، میری اور میرے والدین، برادران، احباب وجملہ مؤمنین کی مغفرت فرما دے، سب کو ایمان واخلاص کی دولت سے مالا مال فرما اور اس کتاب کے مؤلف، ناشر اور قارئین پر حفظ وامان کا سایہ دراز فرما۔ آمین بجاہ سید المرسلین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہٖ واصحابہ اجمعین

فقط والسلام

طالب دعا احقر الوریٰ محمد احمد رضا قادری مصباحی غفرلہ ولابویہ

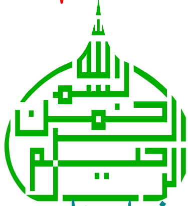
خادم الحدیث والافتا جامعہ اہلسنت ضیاء العلوم کربلا روڈ کالپی شریف ضلع جالون یوپی

۱۸/فروری ۲۰۲۰ء





بعث بعد الموت پر یقین اسلام کا ایک بنیادی عقیدہ ہے



نحمدہٗ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

موت کے بعد ہم سب کو اللہ تعالیٰ پھر دوبارہ زندہ فرمائے گا یہ اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے اس یقین کے بغیر آدمی مؤمن نہیں ہوسکتا، اللہ جل مجدہٗ کا ارشاد پاک ہے۔

:ثُمَّ اِنَّكُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ تُبۡعَثُوۡنَ: پھر تم سب قیامت کے دن اُٹھائے جاؤ گے۔(المومنون، آیۃ۔ ۱۶)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتَّى يُؤْمِنَ بِأَرْبَعٍ : يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ بَعَثَنِي بِالْحَقِّ، وَيُؤْمِنُ بِالْمَوْتِ وَبِالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ، وَيُؤْمِنُ بِالْقَدَرِ : یعنی رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بندہ مومن ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ وہ چار باتوں پر ایمان نہ لائے،(۱) وہ گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں (۲) وہ گواہی دے کہ میں اللہ کا رسول ہوں اس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے (۳) وہ ایمان لائے اس بات پر کہ موت کے بعد دوبارہ اٹھایا جائے گا (۴) وہ ایمان لائے تقدیر پر۔(سنن ترمذی باب ماجاء فی الایمان بالقدر خیرہ وشرہ)

شرح عقائد نسفی میں ہے۔

: وهو أن يبعث الله تعالى الموتى من القبور, بأن يجمع أجزاءهم الأصليّة ويعيد الأرواح إليها: اور اللہ تعالیٰ مردوں کو دوبارہ قبروں سے زندہ اٹھائے گا اس طور پر کہ ان کے اجزائے اصلیہ کو جمع کر کے ان کی ارواح کو ان میں داخل فرمائے گا۔(شرح عقائد نسفی، ص ۹۹)

لہٰذا اس کا منکر کافر و بددین اور قرآن مجید و ارشادات رسول ﷺ کو جھٹلانے والا ہے۔جیسا کہ کفار کے اس عقیدے کا ذکر کرتے ہوئے قرآن مجید نے کہا ہے۔

:زَعَمَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اَنۡ لَّنۡ يُّبۡعَثُوۡا‌ؕ قُلۡ بَلٰى وَرَبِّىۡ لَتُبۡعَثُنَّ ثُمَّ لَـتُنَـبَّـؤُنَّ بِمَا عَمِلۡتُمۡ‌ؕ وَذٰ لِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيۡرٌ: ترجمہ۔اور کافروں کا یہ گمان ہے کہ وہ ہرگز نہیں اٹھائے جائیں گے! اے نبی آپ کہئے! کیوں نہیں میرے رب کی قسم تم ضرور اٹھائے جاؤ گے پھر تمھارے کرتوت کی سزا تمھیں دکھادی جائے گی اور یہ اللہ کے لئے بہت ہی آسان ہے۔(تغابن۔ ۷)



دعوت انبیاء علیہم السلام اور بعث بعد الموت کا عقیدہ

جمیع انبیائے کرام علیہم والسلام کی دعوت میں یہ عقیدہ مشترکہ طور پر جزوے لاینفک رہا ہے کہ موت کے بعد انسان کو اللہ رب العالمین دوبارہ زندہ فرمائے گا اور اس سے اس کے اعمال کے متعلق پوچھا جائے گا چنانچہ قوم کے نام حضرت نوح علیہ السلام کی جو دعوت تھی اس کا ایک فکری پیغام اہل خرد کے لئے یہ بھی تھا۔

:مَا لَكُمۡ لَا تَرۡجُوۡنَ لِلّٰهِ وَقَارًا‌ۚ وَقَدۡ خَلَقَكُمۡ اَطۡوَارًا اَلَمۡ تَرَوۡا كَيۡفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۙ وَّ جَعَلَ

الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّ جَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا وَ اللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَ يُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا : ترجمہ۔تم اللہ کی عظمت وجلالت کو کیوں تسلیم نہیں کرتے؟ حالانکہ اس نے تم کو بہ تدریج پیدا کیا! کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے سات آسمان کس طرح اوپر تلے پیدا کئے ہیں اور ان میں چاند کو روشن فرمایا اور سورج کو چراغ بنایا اور اللہ نے تم کو زمین سے اگایا ہے پھر تم کو اسی زمین میں لوٹائے گا اور دوبارہ تم کو نکالے گا (نوح، آیۃ ۱۳ تا ۱۸)

اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعوت توحید دیتے ہوئے اپنی قوم سے جو فرمایا تھا اس میں بھی مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کا ذکر تھا کما فی القرآن۔

: الَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ ، وَ الَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَ يَسْقِيْنِ ، وَ اِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ، وَ الَّذِيْ يُمِيْتُنِيْ ثُمَّ يُحْيِيْنِ : ترجمہ: جس نے مجھے پیدا کیا سو وہی (اللہ تعالیٰ) مجھے ہدایت دیتا ہے، اور وہی مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے، اور جب میں بیمار پڑتا ہوں تو وہی مجھے شفاء دیتا ہے، وہی میری روح قبض کرے گا پھر مجھے زندہ فرمائے گا (شعرا، آیۃ ۷۸ تا ۸۱)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون، ہامان، قارون اور ان کے ہمنواؤں کو دعوت حق دی تو اسے قبول کرنے کے بجائے انھوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مات دینے کے لئے میدان جنگ آراستہ کیا اور ہر ممکن حربہ استعمال کیا مگر وہ عاجز و خاسر ہی رہے بالآخر اپنی طاقت وقوت کے نشے میں چور ہو کر فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ کے ماننے والوں کو نہایت ہی تکبر اور گھمنڈ کے ساتھ قتل کرنے کی دھمکی دی اس پر موسیٰ علیہ السلام نے جواب میں فرعون سے جو فرمایا تھا اس میں یوم حساب یعنی حشر کے دن کا ذکر بطور خاص موجود ہے جیسا کہ قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جواب اس طرح محفوظ ہے۔

: وَ قَالَ مُوْسٰۤى اِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَ رَبِّكُمْ مِّنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ : ترجمہ۔اور موسیٰ نے کہا میں ہر اس متکبر سے جو یوم حساب پر ایمان نہیں رکھتا (اس کے شر سے) اپنے اور تمھارے رب کی پناہ میں ہوں (غافر، آیۃ۔ ۲۷)

یونہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے بعد جب قوم نے آپ کی والدہ پر شک ظاہر کیا تو باذن الٰہی آپ نے آغوش مادر ہی میں قوم سے خطاب فرمایا جس میں والدہ کی پاکدامنی کے ساتھ ساتھ مختصر الفاظ میں پورے عقیدۂ اسلامی کا زبردست نقشہ کھینچ دیا اور اس میں بعث بعد الموت کا نظریہ بھی خوب واضح فرما دیا تھا جو صفحائے قرآنی میں کچھ اس طرح مرقوم ہے۔

: قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْـًٔا فَرِيًّا ، يٰۤاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّ مَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ، فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ، قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰىنِيَ الْكِتٰبَ وَ جَعَلَنِيْ نَبِيًّا ، وَّ جَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ وَ اَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ، وَّ بَرًّۢا بِوَالِدَتِيْ وَ لَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا شَقِيًّا ، وَ السَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَ يَوْمَ اَمُوْتُ وَ يَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا : بولے اے مریم بے شک تو نے بہت سنگین معاملہ کیا ہے، اے ہارون کی بہن! نہ تیرا باپ برا آدمی تھا اور نہ تیری ماں بدکار تھی! اس پر مریم نے بچے کی طرف اشارہ کیا تو وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم گود کے بچے سے کیسے بات کریں؟ تب اس بچہ نے کہا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے غیب کی خبریں بتانے والا (نبی) بنایا اور اس نے مجھے برکت والا بنایا چاہے میں کہیں بھی رہوں اور اس نے مجھے نماز وزکوٰۃ کی تاکید فرمائی جب تک اس دنیا میں رہوں اور اپنی ماں سے اچھا سلوک کرنے والا بنایا ہے اور مجھے بدبخت نہیں بنایا اور سلام ہو مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں گا اور جس دن زندہ اٹھایا جاؤں گا (مریم، آیۃ ۲۷ تا ۳۳)

غرض کہ انبیائے کرام ورسولان عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی دعوت میں بعث بعد الموت کی حقیقت کا ایک غیر مبدل اور مستحکم پیغام اپنی اپنی قوم کے لئے مشترکہ طور موجود تھا بلکہ انبیائے کرام علیہم السلام نے یہ بھی باور فرما دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کے جمیع احکام کی قبولیت کا جو دائمی نتیجہ سامنے آنا ہے وہ کما حقہٗ اس دنیا سے آخرت میں منتقل ہونے کے بعد ہی دیکھنے کو ملے گا۔





منکرین کا تعجب وارتیاب اور حجت قرآنی

تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی دعوت میں موت کے بعد کی زندگی کا تفصیلی بیان ہونے کے باوجود منکرین حق اور مادہ پرست ذہنیت کے حاملین نے اس عقیدۂ بعث بعد الموت کو خلاف عقل قرار دے کر نہ صرف اس کو جھٹلانے کی کوشش کی بلکہ بعض بدبختوں نے از راہ تمسخر اس پر غیر مہذب تبصرہ بھی کیا۔ چنانچہ حضور اقدس ﷺ نے جب کفار کے سامنے اس عقیدے کو رکھا۔

: ثم إنكم يوم القيامة تبعثون: پھر تم سب قیامت کے دن اُٹھائے جاؤ گے (المؤمنون، آیۃ۔ ۱۶)۔

تو یہ سن کران کو بڑا تعجب ہوا اور اس عقیدے کو سن کران کا جو ردِعمل سامنے آیا اس کا ذکر قرآن مجید میں کچھ اس طرح کیا گیا ہے جو سورۂ ھود میں آیا ہے۔

: وَلَئِنْ قُلْتَ إِنَّكُمْ مَبْعُوثُونَ مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ: اور اگر تم فرماؤ کہ بے شک تم مرنے کے بعد اٹھائے جاؤ گے تو کافر ضرور کہیں گے کہ یہ تو نہیں مگر کھلا جادو (ھود، آیۃ۔ ۷)

سورۂ ق میں ہے۔

: أَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ذَٰلِكَ رَجْعٌ بَعِيدٌ: کیا جب ہم مر جائیں اور مٹی ہو جائیں گے پھر جئیں گے یہ پلٹنا دُور ہے (ق۔ ۳)

سورۂ صٰفٰت میں ہے۔

: ءَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ: کیا جب ہم مر کر مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے کیا ہم ضرور اٹھائے جائیں گے (صٰفٰت، آیۃ ۱۶)

سورۂ نازعات میں ہے۔

: يَقُولُونَ أَإِنَّا لَمَرْدُودُونَ فِي الْحَافِرَةِ. أَإِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً: کافر کہتے ہیں کیا ہم پھر الٹے پاؤں پلٹیں گے، کیا جب گلی ہڈیاں ہو جائیں گے (نازعات۔ ۱۰/۱۱)

سورۂ واقعہ میں فرمایا۔

: وَكَانُوا يَقُولُونَ أَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ. أَوَ آبَاؤُنَا الْأَوَّلُونَ: اور کہتے تھے کیا جب ہم مر جائیں اور ہڈیاں اور مٹی ہو جائیں تو کیا ضرور ہم اُٹھائے جائیں گے اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی (واقعہ ۴۷/۴۸)

سورۂ اسراء کی آیت ہے۔

: وَقَالُوا أَإِذَا كُنَّا عِظَامًا وَرُفَاتًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا قُلْ كُونُوا حِجَارَةً أَوْ حَدِيدًا. أَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِي صُدُورِكُمْ. فَسَيَقُولُونَ مَن يُعِيدُنَا قُلِ الَّذِي فَطَرَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ فَسَيُنْغِضُونَ إِلَيْكَ رُءُوسَهُمْ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هُوَ قُلْ عَسَىٰ أَن يَكُونَ قَرِيبًا: اور بولے کیا جب ہم ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے کیا سچ مچ نئے بن کر اٹھیں گے تو رب تعالیٰ نے اپنے رسول سے فرمایا تم فرماؤ کہ پتھر یا لوہا ہو جاؤ، یا اور کوئی مخلوق جو تمہارے خیال میں بڑی ہو، تو اب کہیں گے ہمیں کون پھر پیدا کرے گا تم فرماؤ وہی جس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا تو اب تمہاری طرف مسخر گی سے سر ہلا کر کہیں گے یہ کب ہے تم فرماؤ شاید نزدیک ہی ہو (اسراء ۴۹ تا ۵۱)

سورۂ مریم میں ہے کہ ابی بن خلف بوسیدہ ہڈی کا ایک ٹکڑا ہاتھ میں لیکر کہنے لگا کہ کیا ہم اس طرح ہو جانے کے بعد دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے؟ تو جواب میں قرآن کریم کی یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

: وَيَقُولُ الْإِنسَانُ أَإِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ أُخْرَجُ حَيًّا. أَوَلَا يَذْكُرُ الْإِنسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِن قَبْلُ وَلَمْ

یَكُ شَيْئًا فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيَاطِينَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا: اور انسان کہتا ہے کہ جب میں مرجاؤں گا تو کیا عنقریب میں دوبارہ زندہ کرکے نکالا جاؤں گا؟ (تو رب تعالیٰ فرماتا ہے) کیا انسان یاد نہیں کرتا کہ ہم نے اس کو پہلے پیدا کیا جبکہ وہ کچھ بھی نہیں تھا! تو قسم ہے تمھارے رب کی کہ ہم ضرور ان کو شیاطان کے ساتھ جمع کرکے اٹھائیں گے پھر ضرور ان کو جہنم کے کنارے گھٹنوں کے بل حاضر کریں گے (مریم۔٦٦ تا ٦٨)

ان ارشادات سے صاف ظاہر ہے کہ قرآن مجید میں رب قدیر نے بعث بعد الموت کے عقیدے کو مکمل شرح وبسط کے ساتھ بیان فرمادیا ہے اور منکرین کے انکار کا مسکت جواب دیکر ان کے تعجب وانکار کا زبردست اعلاج بھی فرمادیا ہے نیز عقل وخرد کے ترازو لیکر چلنے والوں کو اس بات کی صاف دعوت دے رکھی ہے کہ وہ میزان عقل پر اس صداقت کو تول کر دیکھ لے بلکہ زمین وآسمان اور خود اپنی تخلیق پر ہی پلٹ کر غوروفکر سے کام لے تو انھیں نہ اس سے انکار کی کوئی صورت نظر آئے گی اور نہ وہ اس سے بھاگ سکیں گے۔لیکن یہ ایک نا قابل انکار سچائی ہے کہ شک وارتیاب انسانی اذہان وقلوب کی ایک دائمی غذا ہے جس کا استعمال انسان کو مثبت اور منفی نتیجے تک پہنچاتا ہے مگر جب دلائل وبراہین کے ساتھ یقین کی روشنی میسر آجاتی ہے تو پھر شک وشبہ کی تاریکی کافور ہوجاتی ہے اور ذہن وفکر سکون واطمنان کی لذت سے مالا مال ہوکر سچائی کو قبول کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے۔

قرآن کا چیلنج: چونکہ مشکوک ومشتبہ چیزیں نا قابل اعتبار ہوتی ہیں اور صالح افکار واذہان کے حاملین کسی بھی صورت میں انہیں قبول نہیں کرسکتے تھے بالخصوص معاملہ جب مذہبی عقائد ونظریات کا ہوتا ہے تو لوگ ہر اس بات کو سننا ناپسند کرتے ہیں جو ان کے مذہبی مزاج کے خلاف ہوتی ہے بلکہ ایسے موقع پر درست باتوں کو بھی نادرست قرار دے کر رد کردیا جاتا ہے بالخصوص اس وقت جب منکر معاند بھی ہو تو وہ کسی حال میں بھی سچائی قبول کرنے پر آمادہ نہیں ہوسکتا اور کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو سچائی کو ٹالنے کا حیلہ وبہانہ تلاش کرتے پھرتے ہیں اور اس میں شک وشبہ ڈالنے کی ناکام کوشش کرتے رہتے ہیں اس لئے قرآن مجید کو جب ہر قسم کے منکروں کا سامنا کرنا تھا تو اپنے ہر دعویٰ کی دلیل اس کے دامن میں پوری قوت وطاقت کے ساتھ موجود ہونا بھی لازمی تھا چنانچہ عقیدۂ بعث بعد الموت پر بھی اس کا اپنا ایک مضبوط موقف ہے جو بے مثل حقیقت کا آئینہ ہے جسے نہ رد کیا جاسکتا ہے اور نہ توڑا جاسکتا ہے بلکہ اس پر قرآن مجید نے ایسے ان گنت ٹھوس دلائل فراہم کردیئے ہیں جو ایک طرف منکریں کا ناطقہ بند کردیتے اور دوسری جانب صالح ذہن وفکر رکھنے والوں کو کام حقہ مطمئن بھی کردیتے ہیں۔

ایک امر مسلّم یہ بھی ہے کہ دعوت قرآنی کے محاسن جمیلہ کا احاطہ ممکن نہیں اور نہ اس کے اسلوب بیان وانداز گفتگو کا کوئی جواب ہے کیونکہ وہ جب کسی عنوان پر کلام کرتا ہے تو اس کے ہشت پہلو خطاب کا طرز مخاطب کے لئے مطلقا کوئی ایسی گنجائش نہیں چھوڑتا جہاں سے وہ نکل سکے چنانچہ اس تناظر میں دیکھئے تو اس کی دو باتیں ایسی ہیں جو آج تک مخالفین کو حیرت میں ڈالی ہوئی ہیں ایک قرآن مجید بے مثل کتاب ہے اور دوسری اس کا پیغام وہی مانے گا جو عقل وشعور سے کام لے۔



قرآن کا چیلنج اور منکروں کی ہزیمت

اللہ تعالیٰ کے آخری پیغمبر سید العالمین محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہونے والی اللہ کی آخری کتاب قرآن مجید نے جہاں ضروریات دین وایمان کی تفصیلات بتاکر۔ :اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ :کا دعویٰ بدلائل ثابت کردیا وہیں دوٹوک الفاظ میں یہ بھی صاف فرمادیا کہ یہ کتاب مبارک اپنے تمام تر تعارف وتفصیل اور محاسن وخوبیوں کے جامع ہونے کے ساتھ ساتھ ناقابل تنسیخ وتردید بھی ہے۔کما قال تعالیٰ: ذَالِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيْهِ: وہ عظیم الشان کتاب جس میں شک کی گنجائش ہی نہیں ہے۔

قرآن کریم کا یہ دعویٰ چونکہ مضبوط دلائل وبراہین سے مزین ہے اس لئے اہل ایمان کو بلاکسی چوں وچرا کے تسلیم ہے بلکہ وہ کمال احترام وخوشدلی سے اسے قبول کرتے ہیں اور اس کی اس بے مثال شان وعظمت پر فخر بھی کرتے ہیں البتہ منکرین اسلام کو یہ ماننے میں زبردست ترددلاحق ہے اور وہ کسی بھی حال میں یہ قبول کرنے کو تیار نہیں کہ یہ کتاب رب لم یزل کی جانب سے اتارا ہوا ہے،اسی لئے جب انہیں قرآن

مجید کے شگفتہ اور نجات دہندہ پیغام کی طرف دعوت دی گئی تو انھوں نے نہ صرف قرآن مجید کو ماننے سے انکار کر دیا بلکہ اس کے خلاف نہایت ہی غیر مہذب لب ولہجہ استعمال کرتے ہوئے اسے گزشتہ زمانے کی کہانی قرار دیکر رد کرنے کی کوشش بھی کی۔کما قال اللہ تعالیٰ۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ: اور جب ان سے کہا جاتا کہ تمھارے رب نے کیا نازل کیا ہے؟ تو وہ کہتے ہیں کہ پہلے لوگوں کی من گھڑت کہانیاں ہیں (نحل۔۲۴)

اس پر اللہ رب العزت نے سرورعالم ﷺ سے فرمایا اے حبیب ان منکروں سے کہئے کہ اگر یہ اگلوں کی کہانیاں ہیں یا اس کے کلام الٰہی ہونے میں تمھیں شک ہے یا یہ کسی بندے کا گڑھا ہوا کلام ہے اور تم اپنے اس دعویٰ میں سچے ہو تو اس کے مثل کچھ آیتیں بنا کر لے آؤ اور اس کام کے لئے تمھیں اللہ کے علاوہ جتنے مددگار ملے سکتے ہیں سب کو جمع کرلو! جیسا کہ فرمایا۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ: کیا وہ لوگ کہتے ہیں کہ انھوں نے اس کو خود گڑھ لیا ہے، (اے محبوب) آپ فرمادیجئے کہ تم اس کے مثل دس سورتیں بنا کر لاؤ اور تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جس کو بلا سکتے ہو بلا لو اگر تم (اپنے دعویٰ میں) سچے ہو۔(ھود۔۱۲)

منکرین کی عاجزی اور بیچارگی کو مزید عیاں کرتے ہوئے رب تعالیٰ نے دوسری جگہ ان کو اس سے بھی زیادہ چھوٹ دیتے ہوئے فرمایا کہ اچھا چلو اگر دس سورتیں نہ لا سکو تو اسکے مثل ایک ہی سورت بنا کر لے آؤ! اور اس میں بھی اللہ کے سوا اپنے تمام حمایتی و طاقت وقوت والے اور اسباب وسائل کو جمع کرلو! چنانچہ ارشاد ہوا۔

وَاِنْ كُنْتُمْ فِىْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۠ وَادْعُوْا شُهَدَاۗءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ: اور اگر تمھیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے اس خاص بندے پر اتارا ہے تو اس کی طرح ایک سورت تو لے آؤ! اور اللہ کے سوا اپنے سب مددگاروں کو بلا لو اگر تم (اپنے اس دعویٰ میں کہ یہ قرآن اللہ کا کلام نہیں ہے) سچے ہو (بقرہ۲۳)

لیکن اپنی منتہائے فصاحت و بلاغت اور کمال سخندانی کا دعویٰ رکھنے والے جب بسیار کوششوں کے باوجود بھی ایک سورت تو کجا ایک آیت بھی بنا کر نہ لا سکے اور عاجز وساکت ہو کر بیٹھ گئے تو رب عزوجل نے انھیں جتادیا کہ اے منکرو! تم جتنی بھی کوششیں کرلو ہرگز اس کی نظیر نہیں لا سکتے لہٰذا اب تمھارے لئے دو ہی راستے ہیں یا تو اللہ کے عذاب سے بچنے کے لئے اس کلام کی حقانیت کو قبول کرلو یا پھر جہنم میں جلنے کے لئے خود کو تیار رکھو! کما قال عزوجل۔

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِىْ وَقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ښ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ: اور اگر تم اس کے مثل نہ لا سکے اور بہر حال تم اس کے مثل کبھی لا بھی نہیں سکتے تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں جو منکروں کے لئے ہی تیار رکھی ہے (بقرہ۔۲۴)

غور کیجئے کہ نزول قرآن کے آج صدیاں گزر گئیں، اس درمیان بے شمار ذہین وفطین اور ذی استعداد لوگ پیدا ہوئے، زبان وادب کی دنیا میں ان گنت مثالی سخندال اور اپنے کلام وقلم سے اہل فہم پر سکتہ طاری کر دینے والے لاتعداد فصحاء و بلغاء منصۂ شہود پر جلوہ بار ہوئے ،عقل وخرد کی گتھیاں سلجھانے والے ہزارہا منطقی وفلسفی آئے، اپنے علم وہنر کے کمال سے زمانے کی آنکھوں کو خیرہ کر دینے والے عظیم سائنس داں بھی ہوئے اور خطۂ ارض پر حکومت کرنے والے انتہائی شاہانہ کرّوفر کے مالک حکمراں بھی آئے اور چلے گئے لیکن قرآن مجید کے اس چیلنج کو قبول کرنے کی جرأت وہمت کسی کو نہ ہوئی، نہ کوئی اس میں کچھ اضافہ کر سکا اور نہ کچھ اس سے گھٹا سکا نہ اس کے مثل کچھ لا سکا بلکہ اس کے مقابلے میں سب کے سب عاجز و بے بس نظر آئے۔اور اس طرح قرآن مجید کا یہ دعویٰ حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوتا چلا گیا کہ۔

قُلْ لَّىِٕنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓي اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا: اے حبیب آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمام جن وانسان اس بات پر جمع ہو جائیں کہ اس قرآن کے مثل لائیں گے تو وہ ہرگز نہیں لا سکیں گے اگر چہ وہ ایک دوسرے کا مددگار بن جائیں (الاسراء۔۸۸)

انسان کا کلام کہہ کر قرآن کی حقانیت پر انگشت نمائی کرنے والوں کو اور اس میں کسی بھی اعتبار سے شک وشبہ کے راہ دینے والوں کی فکر وتدبر کو جھنجھوڑتے ہوئے اللہ رب العزت نے بڑے ہی ناصحانہ انداز میں یہ بھی کہا۔

: اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْآنَ، وَلَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا اِخْتِلَافًا کَثِیْرًا: کیا یہ لوگ غور نہیں کرتے قرآن میں کہ اگر یہ اللہ کے علاوہ کسی اور کی طرف سے ہوتا تو وہ لوگ یقیناً اس میں بہت سے اختلافات پاتے (النساء۔ ۸۲)

مطلب یہ ہے کہ انسانی کلام میں عموما تعارض واختلاف اور تناقض وٹکراؤ ہوتا ہے، بڑے بڑے ادباء وانشاء پردازوں کی چند سطری گفتگو میں زبردست خامیاں نکل آتی ہیں، کہیں زبان وبیان میں تلخی تو کہیں سلاست وروانی میں بے ضابطگی کسی جگہ خشک مضامین کے انبار تو کہیں دشوار ترین الفاظ کی بھرمار، کہیں لفظی خطائیں تو کہیں معنوی غلطیاں وغیرہ وغیرہ جبکہ قرآن اول سے آخر تک ہر طرح کے عیوب ونقائص سے پاک ہے جو یقیناً اس بات کا بین ثبوت ہے کہ یہ کسی مخلوق کا ترتیب دیا ہوا ہر گز نہیں بلکہ اللہ رب العٰلمین کا کلام ہے لہٰذا اس کی ہر بات حق ہے اور اس کو مان لینا چاہئے کیونکہ یہ ایک فطری ضابطہ ہے کہ اگر آپ مدمقابل کو کسی بھی میدان میں شکست وہزیمت نہ دے سکیں تو آپ پر اس کی اطاعت لازمی ہوجاتی ہے۔ اور یہ راز اہل عقل ودانش پر سب سے زیادہ عیاں ہے تو قرآن نے بھی اپنے فکری دسترخوان پر سب سے پہلے انھیں لوگوں کو مدعو کیا۔



عقل انسانی ایک عظیم نعمت ہے

قرآن کی طرف سے عقل والوں کو دعوت فکر: قادر مطلق نے بنی نوع انسان کو صرف شکل وصورت ہی کے اعتبار سے دیگر حیوانات سے ممتاز نہیں فرمایا بلکہ اس کی سرشت میں عقل وشعور کا ایک نمول جوہر بھی روشن فرمایا جس کی وجہ سے اسے دوسری مخلوقات پر باطنی فوقیت وحکومت بھی حاصل ہے لہٰذا اس سچائی کو قبول کرنے میں مطلق پس وپیش نہ ہونا چاہئے کہ یہ کارخانۂ قدرت کا ایک عظیم شاہکار ہے جس کی نظیر ومثیل ناممکن ہے۔ اور اگر طبقۂ انسانی کو اس بے بہا نعمت سے محروم کردیا جائے تو یہ تصور بھی نہیں کیا جاسکتا کہ اس کا شمار کس صف میں ہوگا۔ چنانچہ انسان کے لئے قدرت کا یہ ایک ایسا بیش بہا تحفہ ہے جس کا بدل انسانی دنیا میں ممکن نہیں، اسی کی بدولت انسان اپنے معاشرتی ارتقا اور تمدنی عروج وبلندی پر فائز ہے، اور حکمرانی وجہاں بانی، سیادت وقیادت، ایجادات واختراعات یہ سب کچھ اسی خدائی نعمت کے رہین منت ہیں یعنی یہ اللہ کریم کا ایک خصوصی فضل ہے جو اس نے تخلیقی طور پر انسان کے لئے ارزاں فرمادیا ہے۔

ہاں عقل وشعور اور فکر تدبر کے معاملے میں انسان آپس میں ایک دوسرے سے متفاوت ہے لیکن محروم نہیں ہے بلکہ کوئی فطری طور پر ہی ذہین وفطین ہوتا ہے اور کوئی بتدریج اس کی حدت کو حاصل کرنے میں کامیاب ہوتا ہے اور لاریب وہ شخص بڑا نصیب والا ہے جس کو اللہ رب العزت نے وافر عقل شعور اور عالی فہم وفراست کی دولت سے نوازا ہے جیسا کہ عقلمند آدمی کی تحسین خود سرور عالم ﷺ نے فرمائی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

: انه دخل على عائشة رضى الله عنها فقال يا ام المؤمنين أرأيت الرجل يقل قيامه ويكثر رقاده، وآخر يكثر قيامهٔ ويقل رقادهٔ ايهما احب اليك؟ قالت سألت رسول الله ﷺ كما سألتنى فقال احسنهما عقلا، قلت يا رسول الله ﷺ! اسئلك عن عبادتهم؟ فقال يا عائشة انما يسئلان عن عقولهما فمن كانا اعقل كان افضل فى الدنيا والآخرة: یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ اے ام المؤمنین یہ بتائیں کہ ایک شخص قیام کم کرتا ہے اور زیادہ سوتا ہے اور دوسرا شخص قیام زیادہ کرتا ہے اور کم سوتا ہے۔ آپ کے نزدیک دونوں میں سے پسندیدہ کون ہے؟ تو ام المؤمنین نے جواب دیا کہ یہی سوال میں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے کیا تھا تو آپ نے جواب دیا کہ دونوں میں پسندیدہ وہ شخص ہے جو زیادہ عقلمند ہو، میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میرا سوال ان کی عبادت کے بارے میں ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! ان دونوں سے عقل کے بارے میں سوال ہوگا پس جو زیادہ عقل مند ہے وہ دنیا وآخرت میں فضیلت والا ہے (کتاب الاذکیا لابن الجوزی۔ ص ۳۲)



عقل والوں کو دعوت قرآنی

یہ بات بھی تسلیم شدہ ہے کہ اصحاب عقل ورائے جس بات کو قبول کرتے ہیں اسے دوسرے درجہ کے لوگ بلا لیت ولعل کے مان لیتے ہیں اس لئے گویا یہ ایک اصول ٹھہرا کہ بات جب کی جائے تو اصحاب عقل وخرد ہی سے کی جائے اور فطرت سلیمہ کا بھی یہی تقاضا ہے تا کہ کم ازکم بات کا سننا قبول کیا جائے کیونکہ قبولیت علم کی قوت ہی کو عقل کہتے ہیں (المفردات) اور جب کوئی صلاح وفلاح اور نجات وکامیابی کی بات سے بھی اعراض کر جائے تو یقینا ایسا فرد مدہوش وبے خبر ہے اب اس سے کلام کرنا بلا فائدہ، مہمل اور: وضع شئ في غیر محلہ: کا مترادف قرار پائے گا۔ لہٰذا عقلمند ہی اس لائق ہے کہ روئے سخن اس کی جانب کیا جائے کیونکہ وہ معقول بات کو سنے گا بھی اور اس میں غور وفکر کر کے کسی نتیجے تک پہنچنے کی کوشش بھی کرے گا۔ حالانکہ اللہ رب العزت اس بات پر قادر ہے کہ وہ جس دل میں چاہے ہدایت کا گلاب کھلا دے، جس دماغ میں چاہے اپنی معرفت کی روشنی اتار دے لیکن اس نے انسان کو ایک خاص فطرت پر پیدا فرمایا۔

: فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا : یعنی اللہ تعالیٰ کی ڈالی ہوئی فطرت، جس فطرت پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا۔ (الروم، آیۃ۔ ۳۰)

چنانچہ جہاں اس نے حیوانات کو اس فطرت پر پیدا فرمایا کہ وہ اپنی نشو ونما اور عروج وارتقا کے لئے مختلف ضروریات سے گھرے ہوئے ہیں اور نسل انسانی کو مزید ایک فطری نعمت قوت مدرکہ عطا کر کے کلید امامت اس کے ہاتھ میں تھمادی اور اسے تدریجی عمل کا خوگر بنایا تا کہ کسی بھی امر کا رد وقبول وہ اپنے اختیار کے مطابق کر سکے، اور انسانی دنیا میں مسلسل تجربہ اور ممارست سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ عقل وشعور کے خلاف اٹھایا جانے والا قدم نقصان دہ ہوتا ہے اور غور وفکر کے ساتھ کیا جانے والا عمل فائدہ مند اور مثبت نتیجہ لاتا ہے اسی لئے آدمی ہر کام میں غور وفکر کا عادی ہے اور اس کے بعد آنے والے نتیجہ پر راضی بھی ہے۔

یہ بڑے کرم کی بات ہے کہ خالق فطرت اللہ رب العزت نے اپنے کلام بلاغت نظام میں جگہ جگہ انھیں صاحبان عقل وخرد کو مخاطب کیا اور نظام کائنات میں ان کو غور وفکر کی دعوت دی تا کہ وہ اپنی عقل کی روشنی میں کائنات عالم کی تخلیق اور اس میں ہونے والے تغیر وتبدل کو بروئے فکر لا کر اس صداقت تک رسائی حاصل کر سکے کہ اس کائنات کا وجود محض ایک اتفاقی امر نہیں ہے بلکہ ذات واجب الوجود ہی کی وہ ہستی ہے جس کے دست قدرت میں اس کی پیدائش اور نظام گردش کی باگ ڈور ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔

: اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَاۗءِ مِنْ مَّاۗءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَاۗبَّةٍ ۠ وَّتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ: بے شک آسمان وزمین کی پیدائش، اور رات ودن کا بدل کر آنا اور کشتی جو سمندر میں لوگوں کے فائدے کے لئے چلتی ہے، اور وہ اللہ جس نے آسمان سے پانی اتار کر مردہ زمین کو زندہ فرمایا اور اس میں ہر قسم کے جانوروں کو پھیلا دیا اور ہواؤں کی گردش اور بادل جو زمین وآسمان کے درمیان اس کے حکم کے تابع ہے ان سب میں یقینا عقل سے کام لینے والوں کے لئے نشانیاں موجود ہیں (البقرہ ۱۶۴)

سورۂ جاثیہ میں ہے۔

: وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَاۗءِ مِنْ رِّزْقٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ: رات اور دن کے اختلاف، اور جو اللہ نے آسمان سے پانی اتارا پھر اس سے مردہ زمین کو زندہ کیا اور ہواؤں کی گردش ان میں نشانیاں ہیں عقل مندوں کے لئے (الجاثیۃ۔ ۵)

یوں ہی اللہ تعالیٰ اپنے آیتیں ان لوگوں کو سناتا ہے جو اپنی عقل کو بروئے کار لاتے ہوئے انھیں سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں کما قال

: كَذَالِکَ يُبَيِّنُ اللهُ لَكُمۡ آيَاتِهٖ لَعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُـوۡنَ : ایسے ہی اللہ تعالیٰ تمھارے لئے اپنی آیتیں بیان فرماتا ہے تا کہ تم عقل سے کام لو (البقرہ ۔ ۲۴۲)

سورۂ حدید میں ہے۔

:اِعۡلَمُوۡا اَنَّ اللّٰهَ يُحۡیِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا قَدۡ بَيَّنَّا لَكُمُ الۡآيَاتِ لَعَلَّكُـمۡ تَعۡقِلُـوۡنَ : جان لو کہ بے شک اللہ تعالیٰ زمین کو زندہ فرماتا ہے اس کی موت کے بعد، تحقیق کہ ہم نے نشانیاں بیان کر دیں تا کہ تم عقل سے کام لو۔ (الحدید ۔ ۱۷)

سورۂ آل عمران میں ہے۔

:قَدۡ بَيَّنَّا لَكُمُ الۡآيَات اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡقِلُـوۡنَ: تحقیق کہ ہم نے تمھارے لئے نشانیاں ظاہر کر دیں اگر تم عقـل سے کام لو ۔ (آل عمران ۔ ۱۱۸)

سورۂ روم کی آیت ہے۔

: وَمِنۡ اٰيٰتِهٖ يُرِيۡكُمُ الۡبَرۡقَ خَوۡفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَيُحۡیٖ بِهِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّعۡقِلُوۡنَ : اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ وہ تمھیں خوف و امید دلانے کے لئے بجلی دکھلاتا ہے اور آسمان سے پانی نازل کرتا ہے پھر اس کے ذریعے زمین کو اس کے مرنے بعد زندہ کرتا ہے بے شک اس میں اس قوم کے لئے ضرور نشانیاں ہیں جو عقل رکھتی ہے ۔ (الروم ۔ ۲۴)

اسی طرح قرآن مجید میں درجنوں مقامات پر عقل سے کام لینے کی بات کہی گئی ہے اور صاحبان عقل وشعور کو کہیں اولو الالباب کہیں اولو النہیٰ کہیں اولو الابصار وغیرہ جیسے الفاظ سے خطاب کر کے ان کو دعوت فکر دی گئی ہے جس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اسلام کا کوئی بھی عقیدہ ایسا نہیں ہے جس کو غیر معقول کہہ کر ٹال دیا جائے یا محض عقیدت پر مبنی قرار دے کر اس کو درخور اعتنا نہ سمجھا جائے بلکہ اسلام کی ہر بات ایسی صداقت پر مبنی ہے کہ عقل وخرد کی گتھیاں سلجھانے والوں کے لئے بھی اس سے فرار ممکن نہیں ۔ اور قبولیت علم کی قوت وصلاحیت کو اگر عقل کہا جاتا ہے تو امور غیر معلومہ تک پہنچنے کے لئے معلوم شدہ امور کے ترتیب دینے کو فکر کہتے ہیں جیسا کہ فکر کی تعریف کی گئی ہے۔

: ترتيب امور معلومة للتأدی الی المجهول: یعنی فکر نام ہے امور معلومات کو اس طرح ترتیب دینا کہ مجہولات تک پہنچا دے ۔ (معجم التعریفات)

اور قرآن کریم اپنے مخاطبین کو فکر وتدبر سے کام لینے کی بار بار تاکید کرتا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

: وَ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكَ الذِّكۡرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيۡهِمۡ وَلَعَلَّهُمۡ يَتَفَكَّرُوۡنَ: اور ہم نے آپ پر ذکر نازل کیا اس لئے کہ آپ لوگوں کے لئے وہ تمام باتیں بیان کر دیں جو ہم نے آپ کی طرف نازل کی تا کہ وہ غور وفکر کریں (النحل ۔ ۴۴)

سورۂ بقرہ کی آیت ہے۔

: كَذَالِکَ يُبَيِّنُ اللهُ لَكُمُ الۡاٰيَاتِ لَعَلَّكُمۡ تَتَفَكَّرُوۡنَ: ایسے ہی اللہ تمھارے لئے اپنی نشانیاں بیان فرماتا ہے تا کہ تم فکر سے کام لو (البقرہ ۔ ۲۱۹)

سورۂ یونس کی آیت ہے۔

: اِنَّمَا مَثَلُ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا كَمَآءٍ اَنۡزَلۡنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخۡتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الۡاَرۡضِ مِمَّا يَاۡكُلُ النَّاسُ وَالۡاَنۡعَامُ ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذَتِ الۡاَرۡضُ زُخۡرُفَهَا وَازَّيَّنَتۡ وَظَنَّ اَهۡلُهَاۤ اَنَّهُمۡ قٰدِرُوۡنَ عَلَيۡهَاۤ ۙ اَتٰٮهَاۤ اَمۡرُنَا لَيۡلًا اَوۡ نَهَارًا فَجَعَلۡنٰهَا حَصِيۡدًا كَاَنۡ لَّمۡ تَغۡنَ بِالۡاَمۡسِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الۡاٰيٰتِ لِقَوۡمٍ يَّتَفَكَّرُوۡنَ: بے شک دنیا کی زندگی کی مثال اس پانی کی طرح ہے جس کو ہم نے آسمان سے نازل کیا تو اس کے ساتھ زمین سے اگنے والی تمام چیزیں گھنی ہو کر نکل آئیں جن میں سے انسان اور مویشی کھاتے ہیں یہاں تک کہ جب زمین نے اپنا سنگار حاصل کر لیا اور خوب آراستہ ہو گئی اور اس کے مالکوں

نے یہ خیال کرلیا کہ وہ اس پر قادر ہو گئے تو اس پر رات یا دن میں ہمارا حکم آپہنچا اور اس نے ایسی کٹی ہوئی بنادیا کہ گویا کل کچھ بھی نہیں تھا اسی طرح ہم اپنی آیتیں ان لوگوں کے تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں جو غور و فکر کرتے ہیں۔(یونس۔ ۲۴)

سورۂ رعد میں ہے۔

:وَهُوَ الَّذِيْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْهٰرًا وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ: اور وہی ہے جس نے زمین کو پھیلایا اور اس میں پہاڑ اور دریا بنائے اور اسی نے ہر قسم کے پھلوں کے دو دو جوڑے بنائے، وہی رات سے دن کو چھپاتا ہے بے شک اس میں ان لوگوں کے لئے ضرور نشانیاں ہیں جو غور و فکر کرتے ہیں۔(رعد۔ ۳،پ ۱۳)

سورۂ روم میں ہے۔

:وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ: اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے تمہاری ہی جنس سے بیویاں پیدا کیں تا کہ تم ان سے تسکین حاصل کرو اور اس نے تمہارے درمیان محبت و رحمت قائم کر دی، بے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں غور و فکر کرنے والوں کے لئے (الروم۔ ۲۱)

اس طرح کی بیسوں آیات ایسی ہیں جن میں بنی نوع انسان کو قدرت کی صناعات وتخلیقات اور اللہ تعالیٰ کے احکام و ہدایات میں فکر و تدبر کی دعوت دی گئی ہے۔گویا قرآن یہ کہتا ہے کہ اے عقل والو تم ہماری باتوں کو سن کر خوب غور فکر کرو پھر اس کے بعد تم دیکھو گے کہ تمہارے سامنے یہی نتیجہ ظاہر ہوگا کہ اللہ جل مجدہٗ کی بات بالکل حق ہے اور اس کی قبولیت سے گریز خلاف حق وخلاف فکر و عقل ہے۔

پھر جب کسی چیز کی صحت وسقامت جانچنے کا آلہ عقل وخرد ٹھہری اور تسلیم وتردید کا معیار صالح فکر وخیال کو قرار دیا گیا نیز انسان اسی عقل کی روشنی میں اپنے تمام تر فیصلے لینے کا عادی بھی واقع ہوا تو رب قدیر جل شانہٗ نے اپنی لازوال قوت اور بے مثال قدرت کے چند نمونے اس کے سامنے رکھے اور یہ بھی بتا دیا کہ ہم اس کائنات پر ایسے ایسے حالات پیش کرنے والے ہیں۔ممکن ہے تم پہلی نظر میں ان کے وقوع کو بعید از عقل قرار دیدو لیکن جب تم خوب غور و فکر اور فہم و فراست سے کام لو گے تو تم پر عیاں ہو جائے گا کہ رب کی بات بالکل سچ ہے۔چنانچہ رب کے وہ بندے جو اس کی نشانیوں میں غور و فکر کر کے اصل نتیجے تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں وہ کھلے دل سے اس حقیقت کا اعتراف بھی کرتے ہیں کما قال تعالیٰ۔

:اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰي جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ: جو لوگ کھڑے بیٹھے لیٹے اور کروٹ کے بل اللہ کو یاد کرتے ہیں اور زمین وآسمان کی پیدائش میں غور کرتے ہیں (وہ بے ساختہ پکار اٹھتے ہیں کہ) اے ہمارے رب تو نے ان چیزوں کو بے فائدہ پیدا نہیں کیا پس ہم کو عذاب نار سے بچا۔(آل عمران۔ ۱۹۱)

اور ایسوں ہی کو اللہ عزوجل بلند فکر، عقلمند اور ہدایت یافتہ ہونے کا تمغہ بھی عطا فرماتا ہے۔جیسا کہ ارشاد گرامی ہے۔

:اَلَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ: جو لوگ بغور بات کو سنتے ہیں پھر اچھی بات کی پیروی کرتے ہیں تو وہی لوگ ہیں جنھیں اللہ نے ہدایت عطا کی اور وہ عقل مند لوگ ہیں۔(الزمر۔ ۱۸)

جب قرآن نے اپنے مخاطبین پر نہایت ہی مستحکم اور مضبوط دلائل سے اپنی اس سچائی کو ثابت کر دیا کہ اس کی ہر بات حق اور اس کا ہر دعویٰ مدلل ومبرہن ہے، کائنات عالم میں کسی کو بھی یہ قوت واستعداد میسر نہیں کہ وہ اس کے کسی بات کو غلط یا سچائی سے بعید ثابت کر دکھائے تو اب کسی کے لئے گنجائش بھی باقی نہیں رہتی کہ اس کا پیغام قبول نہ کرے بلکہ اس کی حقانیت کے آگے ہار ماننے والوں کے لئے لازم ہے کہ اسے صمیم قلب سے تسلیم کرلے اور ہر قسم کے مکر و فریب اور جھوٹ و باطل سے نجات حاصل کر کے ہدایت کی روشنی میں آجائے کہ۔

:وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ: اور اللہ سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے(یونس۔ ۲۵)

بہر حال ماننا ہی پڑے گا کہ اسلام ہی وہ واحد دین ہے جو دنیا و آخرت میں بنی نوع انسانی کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے آیا ہے اور وہ کسی طرح کی ملاوٹ وجعل سازی کو اپنے قریب بھٹکنے نہیں دیتا لیکن اس کے دامن میں جگہ پانے کے لئے اس کے نافذ کردہ اصول وعقائد کو تسلیم کرنا لازمی ہے یعنی اسلام اپنی شرطوں ولوازمات کے ساتھ ہی کسی کا اسلام لانا قبول کرتا ہے اور وہ جن اصول وعقائد کی بنیاد پر کسی کے لئے قبولیت کا دروازہ کھولتا ہے ان میں ایک اہم بنیادی عقیدہ یہ ہے کہ انسان مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا کیا جائے گا اور معاد وحشر کی منازل سے اسے گزرنا ہوگا، اسے دنیا میں کیئے گئے اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا اور رب ذوالجلال کا فیصلہ ہی اس کے حق میں آخری فیصلہ ہوگا



عقیدۂ بعث بعد الموت اور قرآنی ارشادات

اللہ رب العالمین کی عادت کریمہ اس نہج پر جاری ہے کہ وہ منکروں کو ان کے انکار پر صرف سزا و عذاب کی تہدید ووعید کر کے نہیں چھوڑتا بلکہ ان کو مسلسل غور وفکر کی دعوت دیتا رہتا ہے تا کہ اس کی حجت تمام ہو جائے اور بروز حشر بندے کے پاس کوئی عذر نہ رہے۔ چنانچہ عقیدۂ بعث ونشر کو بھی اس نے بندوں کو مختلف اور معقولی انداز میں سمجھایا اور چوں کہ انسانی عقل وشعور ایک دوسرے سے متفاوت ہے، کوئی پہلی ہی نظر میں بات کی گہرائی وگیرائی تک پہنچ جاتا ہے اور کسی کو قدرے وقت لگ جاتا ہے اس لئے رب کریم نے ہر ایک فکر وفہم کی رعایت فرماتے ہوئے بڑے حسین اور دلنشین پیرائے میں کبھی امثال ونظائر پیش کر کے انھیں غور وفکر کی دعوت دی تو کبھی اپنے مقبول بندوں کی زندگی میں باضابطہ اس کی عملی صورت پیش کر کے اپنی قدرت کاملہ کا اظہار فرمایا تا کہ ہر معیار کا آدمی اسے ماننے پر مجبور ہو جائے۔

اسلام کے اس بنیادی عقیدے کو قرآن مجید نے مختلف انداز میں اپنے اندر بار بار دوہرایا جیسا کہ سورۂ بقرہ میں ہے۔

: كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ: بھلا تم کیوں کر خدا کے منکر ہو گے حالانکہ تم مردہ تھے اس نے تمہیں جلایا پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں جلائے گا پھر اسی کی طرف پلٹ کر جاؤ گے (البقرہ۔ ۲۸)

سورۂ طٰہٰ میں ہے۔

: مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى : ہم نے زمین ہی سے تمہیں بنایا اور اسی میں تمہیں پھر لے جائیں گے اور اسی سے تمہیں دوبارہ نکالیں گے (طٰہٰ۔ ۵۵)

سورۂ جاثیہ کی آیت ہے۔

: قُلِ اللّٰهُ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ : تم فرماؤ اللہ تمہیں جلاتا ہے پھر تم کو مارے گا پھر تم سب کو اکٹھا کرے گا قیامت کے دن جس میں کوئی شک نہیں لیکن بہت آدمی نہیں جانتے (الجاثیہ۔ ۲۶)

سورۂ حج میں ہے۔

: ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَاَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۙ وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ: اس لیے ہے کہ اللہ ہی حق ہے اور یہ کہ وہ مُردے جلائے (زندہ کرے) گا اور یہ کہ وہ سب کچھ کر سکتا ہے اور اس لیے کہ قیامت آنے والی اس میں کچھ شک نہیں اور یہ کہ اللہ اُٹھائے گا اُنہیں جو قبروں میں ہیں (الحج۔ ٦)

درج بالا آیات سے ایک بات یہ بھی سامنے آتی ہے کہ زیر بحث زاویۂ نگاہ سے قرآن کریم کا مطالعہ کرنے والوں پر یہ بات پوری عیاں ہو جاتی ہے کہ قادر مطلق جل مجدہٗ نے عقیدۂ بعث بعد الموت کے اندر شک وشبہ رکھنے والوں کو پہلے تخلیق کائنات اور نظام عالم میں غور وخوض کا درس دیا ہے کیوں کہ سلیم الفکر انسان اگر اشیائے کائنات کی پیدائش میں غور کرے گا تو اس نتیجے تک بآسانی پہنچ جائے گا کہ جس نے پہلی مرتبہ اشیاء کو زیور تخلیق سے آراستہ فرمایا ہے بار دیگر بھی اس کے لئے یہ فعل مطلقا کوئی مشکل نہیں ہو سکتا بلکہ وہ اس پر بھی قادر ہے۔ اس عنوان

پر قرآن کے مضامین کثیر ہیں یہاں سب کا احاطہ مقصود نہیں بس دو چند شواہد قرآنی ملاحظہ کریں ۔

سورۂ احقاف میں ہے ۔

: اَوَلَمۡ یَرَوۡا اَنَّ اللّٰہَ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَلَمۡ یَعۡیَ بِخَلۡقِہِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰۤی اَنۡ یُّحۡیِۦَ الۡمَوۡتٰی بَلٰۤی اِنَّہٗ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ : کیاانہوں نے نہ جانا کہ وہ اللہ جس نے آسمان اور زمین بنائے اور ان کے بنانے میں نہ تھکا قادر ہے کہ مُردے جِلائے (زندہ کرے) کیوں نہیں بے شک وہ سب کچھ کرسکتا ہے (الحقاف ۔ ۳۳)

سورۂ یٰس میں ارشاد ہوا ہے ۔

: اَوَلَمۡ یَرَ الۡاِنۡسَانُ اَنَّا خَلَقۡنٰہُ مِنۡ نُّطۡفَۃٍ فَاِذَا ہُوَ خَصِیۡمٌ مُّبِیۡنٌ ۔ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِیَ خَلۡقَہٗ ۔ قَالَ مَنۡ یُّحۡیِ الۡعِظَامَ وَہِیَ رَمِیۡمٌ ۔ قُلۡ یُحۡیِیۡہَا الَّذِیۡۤ اَنۡشَاَہَاۤ اَوَّلَ مَرَّۃٍ ۔ وَہُوَ بِکُلِّ خَلۡقٍ عَلِیۡمُۨ ۔ الَّذِیۡ جَعَلَ لَکُمۡ مِّنَ الشَّجَرِ الۡاَخۡضَرِ نَارًا فَاِذَاۤ اَنۡتُمۡ مِّنۡہُ تُوۡقِدُوۡنَ ۔ اَوَلَیۡسَ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤی اَنۡ یَّخۡلُقَ مِثۡلَہُمۡ ۔ بَلٰی ٭ وَہُوَ الۡخَلّٰقُ الۡعَلِیۡمُ ۔ اِنَّمَاۤ اَمۡرُہٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَیۡئًا اَنۡ یَّقُوۡلَ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ ۔ فَسُبۡحٰنَ الَّذِیۡ بِیَدِہٖ مَلَکُوۡتُ کُلِّ شَیۡءٍ وَّاِلَیۡہِ تُرۡجَعُوۡنَ : اور کیا آدمی نے نہ دیکھا کہ ہم نے اسے پانی کی بوند سے بنایا جبھی وہ صریح جھگڑالو ہے، اور ہمارے لیے کہاوت کہتا ہے اور اپنی پیدائش بھول گیا بولا ایسا کون ہے کہ ہڈیوں کو زندہ کرے جب وہ بالکل گل گئیں، تم فرماؤ اُنھیں وہ زندہ کرے گا جس نے پہلی بار انہیں بنایا اور اسے ہر پیدائش کا علم ہے، جس نے تمہارے لیے ہرے پیڑ میں سے آگ پیدا کی جبھی تم اس سے سلگاتے ہو، اور کیا وہ جس نے آسمان اور زمین بنائے ان جیسے اور نہیں بنا سکتا کیوں نہیں اور وہی ہے بڑا پیدا کرنے والا سب کچھ جانتا، اس کا کام تو یہی ہے کہ جب کسی چیز کو چاہے تو اس سے فرمائے ہو جا وہ فوراً ہو جاتی ہے، تو پاکی ہے اسے جس کے ہاتھ ہر چیز کا قبضہ ہے اور اسی کی طرف پھیرے جاؤ گے (یٰسین ۔ ۷۷ تا ۸۳)

سورۂ حٰم سجدہ میں وارد ہوا ہے ۔

: وَمِنۡ اٰیٰتِہٖۤ اَنَّکَ تَرَی الۡاَرۡضَ خَاشِعَۃً فَاِذَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡہَا الۡمَآءَ اہۡتَزَّتۡ وَرَبَتۡ ۔ اِنَّ الَّذِیۡۤ اَحۡیَاہَا لَمُحۡیِ الۡمَوۡتٰی ۔ اِنَّہٗ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ : اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ تو زمین کو دیکھے بے قدر پڑی پھر ہم نے جب اس پر پانی اُتارا تروتازہ ہوئی اور بڑھ چلی بے شک جس نے اُسے جِلایا ضرور مُردے جِلائے (زندہ کرے) گا بے شک وہ سب کچھ کرسکتا ہے (فصلت ۔ ۳۹)

سورۂ حج میں ہے ۔

: یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اِنۡ کُنۡتُمۡ فِیۡ رَیۡبٍ مِّنَ الۡبَعۡثِ فَاِنَّا خَلَقۡنٰکُمۡ مِّنۡ تُرَابٍ ثُمَّ مِنۡ نُّطۡفَۃٍ ثُمَّ مِنۡ عَلَقَۃٍ ثُمَّ مِنۡ مُّضۡغَۃٍ مُّخَلَّقَۃٍ وَّغَیۡرِ مُخَلَّقَۃٍ لِّنُبَیِّنَ لَکُمۡ ؕ وَنُقِرُّ فِی الۡاَرۡحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی ثُمَّ نُخۡرِجُکُمۡ طِفۡلًا ثُمَّ لِتَبۡلُغُوۡۤا اَشُدَّکُمۡ ۔ وَمِنۡکُمۡ مَّنۡ یُّتَوَفّٰی وَمِنۡکُمۡ مَّنۡ یُّرَدُّ اِلٰۤی اَرۡذَلِ الۡعُمُرِ لِکَیۡلَا یَعۡلَمَ مِنۡۢ بَعۡدِ عِلۡمٍ شَیۡئًا ۔ وَتَرَی الۡاَرۡضَ ہَامِدَۃً فَاِذَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡہَا الۡمَآءَ اہۡتَزَّتۡ وَرَبَتۡ وَاَنۡۢبَتَتۡ مِنۡ کُلِّ زَوۡجٍۭ بَہِیۡجٍ ۔ ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ ہُوَ الۡحَقُّ وَاَنَّہٗ یُحۡیِ الۡمَوۡتٰی وَاَنَّہٗ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ۔ وَّاَنَّ السَّاعَۃَ اٰتِیَۃٌ لَّا رَیۡبَ فِیۡہَا وَاَنَّ اللّٰہَ یَبۡعَثُ مَنۡ فِی الۡقُبُوۡرِ : اے لوگو! اگر تمہیں قیامت کے دن جینے میں کچھ شک ہو تو یہ غور کرو کہ ہم نے تمہیں پیدا کیا مٹی سے پھر پانی کی بوند سے پھر خون کی پھٹک سے پھر گوشت کی بوٹی سے نقشہ بنی اور بے بنی تا کہ ہم تمہارے لیے اپنی نشانیاں ظاہر فرمائیں اور ہم ٹھہرائے رکھتے ہیں ماؤں کے پیٹ میں جسے چاہیں ایک مقرر میعاد تک پھر تمہیں نکالتے ہیں بچہ پھر اس لیے کہ تم اپنی جوانی کو پہنچو اور تم میں کوئی پہلے ہی مر جاتا ہے اور کوئی سب میں نکمی عمر تک ڈالا جاتا ہے کہ جاننے کے بعد کچھ نہ جانے اور تو زمین کو دیکھے مرجھائی ہوئی پھر جب ہم نے اس پر پانی اُتارا تر و تازہ ہوئی اور ابھر آئی اور ہر رونق دار جوڑا اُگا لائی، یہ اس لیے ہے کہ اللہ ہی حق ہے اور یہ کہ وہ مُردے جِلائے (زندہ کرے) گا اور یہ کہ وہ سب کچھ کرسکتا ہے، اور اس لیے کہ قیامت آنے والی اس میں کچھ شک نہیں اور یہ کہ اللہ اُٹھائے گا اُنہیں جو قبروں میں ہیں (الحج ۔ ۵ تا ۷)

سورۃ قیامہ میں ہے۔

: اَيَحْسَبُ الْإِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ۔ اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ۔ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ۔ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ۔ اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰى اَنْ يُّحْيِ ىَ الْمَوْتٰى: کیا آدمی اس گھمنڈ میں ہے کہ آزاد چھوڑ دیا جائے گا، کیا وہ ایک بوند نہ تھا اس منی کا کہ گرائی جائے، پھر خون کی پھٹک ہوا تو اس نے پیدا فرمایا پھر ٹھیک بنایا، تو اس سے دو جوڑے بنائے مرد اور عورت، کیا جس نے یہ کچھ کیا وہ مُردے نہ جلا سکے گا (القیامہ۔ ۳۶ تا ۴۰)

مندرجہ بالا آیات کریمہ میں اس بات کا واضح بیان موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ موت کے بعد دوبارہ پھر جلائے گا اور اس میں شک وشبہ رکھنے والوں کے لئے غور وفکر کی دعوت بھی ہے کہ ذرا عقل شعور کا دامن تھام کر سوچو کہ جو ذات پہلی بار مخلوقات کو عدم سے وجود میں لا سکتی ہے، بلا کسی مادہ مٹریل اور نمونہ کے بے جان اشیاء کو بہترین شکل وصورت اور عمدہ قد وقامت کے ساتھ پیدا فرما سکتی ہے کیا وہ انہیں چیزوں کو دوبارہ پیدا کرنے پر قادر نہیں ہے؟ ضرور ہے اور ایک دن اس کا عملی مظاہرہ ضرور ہونا ہے۔

قرآن مجید میں عقیدۂ بعث بعد الموت کی تائید میں اسی جہان میں مردوں کو زندہ کرنے کے واقعات بھی موجود ہیں جن کو پڑھنے کے بعد کسی کے لئے کوئی جائے مفر نہیں رہتی بلکہ صاحبان عقل وبصیرت بے ساختہ خداوند قدوس کی تسبیح وتحمید میں مصروف ہوجاتے ہیں۔ اہل ایمان کے یقین میں اضافہ ہوجاتا ہے اور جو حق کا متلاشی ہوتا ہے اس کے لئے ہدایت کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ ان واقعات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت میں مقتول کا زندہ ہوکر اپنے قاتل کی نشاندہی کرنا، حضرت عزیر علیہ السلام کا سو سال بعد اٹھ کر خدا کی قدرت پر اپنے علم ویقین کا اظہار کرنا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعے پرندوں کو ذبح کرکے پھر دوبارہ ان کو نئی زندگی عطا ہونا اور اصحاب کہف کا کئی سو سال بعد بیدار ہوکر خدا کی اس قدرت کاملہ کا ایک نمونہ بن جانا وغیرہ شامل ہیں جو بہرحال منکروں کو عاجز کرنے کے لئے کافی ہیں۔

ذیل میں ہم قرآنی آیات کی روشنی میں ان واقعات کی طرف فقط توجہ دلاتے ہیں جس کو تفصیل مطلوب ہو وہ کتب تفاسیر کی طرف رجوع کرے۔ ان سچے واقعات کو ملاحظہ کرنے بعد یہ اعتراف کرنے میں دیر نہ لگے گی کہ بے شک خلاق کائنات قادر مطلق ہے وہ جو چاہے کرسکتا ہے اور اس کا یہ اعلان بالکل سچ ہے۔

:قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ۭ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۭ اِنَّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ: یوں عرض کر اے اللہ ملک کے مالک تو جسے چاہے سلطنت دے اور جسے چاہے سلطنت چھین لے اور جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے ساری بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے بے شک تو سب کچھ کرسکتا ہے، تو رات کا حصہ دن میں ڈالے اور دن کا حصہ رات میں ڈالے اور مُردہ سے زندہ نکالے اور زندہ سے مردہ نکالے اور جسے چاہے بے گنتی دے۔ (آل عمران۔ ۲۷،۲۸)

واضح رہے کہ ان میں سے ہر ایک واقعہ کی نوعیت ایک دوسرے سے قدرے مختلف ہے جیسے حضرت عزیر علیہ السلام کے قصے میں ہے کہ اللہ نے ان کو موت دیکر پھر سو سال کے بعد زندہ کیا اور بنی اسرئیل کے لئے ان کے مقتول کو مذبوح گائے کے جسم کا ایک ٹکڑا مار کر اس طرح زندہ کر دکھایا کہ مقتول نے خود ہی اپنے قاتل کی نشاندہی کردی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چار پرندوں کو ذبح کرکے اس کے گوشت کو آپس میں خلط ملط کردیا پھر اللہ رب العزت نے ان کو بالفعل یہ مشاہدہ کرادیا کہ وہ مردوں کو کیسے زندہ فرمائے گا جبکہ اصحاب کہف کا واقعہ ذکر کرنے کے بعد یہ فرمایا کہ ہم اسی طرح مردوں کو دوبارہ زندہ کریں گے، ان میں سے ایک ایک واقعہ میں اگر غور کیا جائے تو اس سچائی کو تسلیم کرنے میں مطلقا کوئی تردد نہیں ہوگا کہ بے شک اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے اور موت کے بعد دوبارہ زندہ کرکے اٹھایا جانا بالکل حق ہے۔





بنی اسرائیل کے ایک مقتول کا عجیب واقعہ

بنی اسرائیل میں عامیل نامی ایک مالدار شخص تھا اس کے چچازاد بھائی نے اس کے مال کا وراث بننے کے لالچ میں آ کر اس کو قتل کر دیا اور اس کی لاش کو ایک دوسری بستی کے دروازے پر ڈال دیا پھر صبح کو خود ہی اس کے خون کا مدعی بن کر انصاف کا مطالبہ کرنے لگا اس پر وہاں کے لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی کہ آپ دعا کر دیجئے تاکہ حقیقت حال آشکارا ہو جائے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ تم لوگ ایک گائے ذبح کرو اور اس کے گوشت کا ایک ٹکڑا لیکر مقتول کے جسم پر مارو وہ خود ہی اٹھ کر بتا دے گا کہ اس کا قاتل کون ہے۔

پیغمبر کا یہ جواب سن کر لوگوں کو بڑا تعجب ہوا اور ان کو لگا کہ ہم نے کہا کچھ اور ہم کو جواب ملا کچھ اور۔ اس لئے انھوں نے کہا کہ آپ تو ہمارے ساتھ مذاق کر رہے ہیں! اس پر ان کو یقین دلانے کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ اَنْ اَکُوْنَ مِنَ الْجَاہِلِیْنَ: یعنی اللہ کی پناہ اس سے کہ میرا شمار جاہلوں میں ہوں۔ لیکن پھر بھی ان کو یقین نہ آیا کہ اللہ کا پیغمبر ہم سے جو فرما رہا ہے وہی حق ہے اس پر بلا کسی تردد کے عمل ہونا چاہئے، مگر چونکہ ان کے پاس کوئی اور چارۂ کار بھی نہیں تھا اس لئے بادل نخواستہ اسی تجویز سے اتفاق کرنے پر راضی ہوئے۔ حالانکہ وہ ایسا کرنے پر دل سے تیار نہیں تھے اس لئے وہ گائے کے متعلق بار بار پوچھ تاچھ کرتے رہے۔ کبھی پوچھتے کہ وہ گائے کیسی ہونی چاہئے۔ کبھی سوال کرتے کہ اس کا رنگ کیسا ہو۔ بلکہ مکمل اوصاف بتانے کے باوجود بھی وہ یہی کہتے نظر آئے کہ آپ ہمارے اوپر اس گائے کے اوصاف کو مزید اچھی طرح واضح کیجئے کیونکہ جو اوصاف آپ نے پہلے بتائے ہیں ان میں ہم کو اشتباہ ہو گیا ہے۔ اور ایسا اس لئے کر رہے تھے کہ شاید اس کے بدلے میں کوئی دوسرا اور ہلکا حکم ملے لیکن ایسا ہوا نہیں اور بالآخر جب ان کو یقین ہو گیا کہ یہی ایک واحد راستہ ہے، پیغمبر کی طرف سے کوئی دوسری تجویز سامنے نہیں آئے گی تو ان شاء اللہ کہکر تلاش شروع کر دی اور اب مطلوبہ گائے بھی ان کو مل گئی پھر نبی اللہ کی ہدایت کے مطابق اس گائے کو ذبح کر کے اس کے گوشت کا ایک ٹکڑا مقتول کے جسم پر مارا۔ اللہ کی شان وقدرت دیکھئے کہ وہ مقتول اس حال میں زندہ ہو گیا کہ اس کے گلے سے خون بہہ رہا تھا اور اس نے نام لیکر بتا دیا کہ میرا قاتل میرا چچازاد بھائی ہے اب قاتل کو بھی اقرار کرنا پڑا کہ ہاں واقعی وہی اس کا قاتل ہے۔ قرآن کریم نے اس حادثے کی طرف ان الفاظ میں اشارہ فرمایا ہے۔

: وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ؕ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ. قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ . قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّلَا بِكْرٌ ؕ عَوَانٌۢ بَيْنَ ذٰلِكَ ؕ فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ. قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا . قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ ۙ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ. قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ۙ اِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَيْنَا ؕ وَاِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ. قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِيْرُ الْاَرْضَ وَلَا تَسْقِى الْحَرْثَ ۚ مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيْهَا ؕ قَالُوا الْـٰٔنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ؕ فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ. وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا ؕ وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ: اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا خدا تمہیں حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو بولے کہ آپ ہمیں مسخرہ بناتے ہیں فرمایا خدا کی پناہ کہ میں جاہلوں سے ہوں، بولے اپنے رب سے دعا کیجئے کہ وہ ہمیں بتا دے گائے کیسی کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے نہ بوڑھی اور نہ اوسر (بچھیا) بلکہ ان دونوں کے بیچ میں تو کرو جس کا تمہیں حکم ہوتا ہے، بولے اپنے رب سے دعا کیجئے ہمیں بتا دے اس کا رنگ کیا ہے کہا وہ فرماتا ہے وہ ایک پیلی گائے ہے جس کی رنگت ڈہڈہاتی (گہری چمکدار) دیکھنے والوں کو خوشی دیتی، بولے اپنے رب سے دعا کیجئے کہ ہمارے لیے صاف بیان کرے وہ گائے کیسی ہے بے شک گائیوں میں ہم کو شبہ پڑ گیا اور اللہ چاہے تو ہم راہ پا جائیں گے کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے جس سے خدمت نہیں لی جاتی کہ زمین جوتے اور نہ کھیتی کو پانی دے بے عیب ہے جس میں کوئی

داغ نہیں بولے اب آپ ٹھیک بات لائے تو اسے ذبح کیا اور ذبح کرتے معلوم نہ ہوتے تھے۔ (البقرہ، آیۃ۔ ۶۷ تا ۷۲)
اس قصہ کو ذکر کے بعد اللہ رب العزت نے دعوت فکر دیتے ہوئے فرمایا کہ وہ اسی طرح مردوں کو زندہ فرمائے گا کما قال۔
: وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا ۭ وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ، فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ۭ كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ : اور جب تم نے ایک خون کیا تو ایک دوسرے پر اس کی تہمت ڈالنے لگے اور اللہ کو ظاہر کرنا جو تم چھپاتے تھے، تو ہم نے فرمایا اس مقتول کو اس گائے کا ایک ٹکڑا مارو! اللہ یونہی مردے جلائے گا اور تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے کہ کہیں تمہیں عقل ہو۔ (البقرہ۔ ۷۲ / ۷۳)



حضرت حزقیل علیہ السلام کی دعا سے ایک جماعت کا موت کے بعد پھر زندہ ہونا

کتب تفاسیر میں آیا ہے کہ قوم بنی اسرائیل کے ایک شہر میں طاعون کی وبا پھیل گئی تھی جس سے بچنے کے لئے کئی ہزار لوگ وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے اور جنگل میں جا کر پناہ گزیں ہوئے اور وہیں مر گئے۔ کچھ عرصہ بعد حضرت حزقیل علیہ السلام وہاں گزرے اور ان کے لئے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا سے ان سب کو دوبارہ زندہ فرمادیا اور اس کے بعد وہ لوگ ایک مدت تک زندہ رہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کا اس طرح ذکر فرمایا ہے۔
: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ ۠ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ۣ ثُمَّ اَحْيَاهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ : اے محبوب کیا تم نے نہ دیکھا تھا انہیں جو اپنے گھروں سے نکلے اور وہ ہزاروں تھے موت کے ڈر سے تو اللہ نے ان سے فرمایا مرجاؤ پھر انہیں زندہ فرمادیا بے شک اللہ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے مگر اکثر لوگ ناشکرے ہیں (البقرہ، آیۃ۔ ۲۴۳)



حضرت عزیر علیہ السلام کا وفات کے سو سال بعد پھر حیات ظاہری کی طرف پلٹنا

اللہ کے ایک عظیم پیغمبر حضرت عزیر علیہ السلام کی حکایت بھی کوئی معمولی چیز نہیں کہ خود ان کے وجود کو ہی اللہ رب العزت نے اپنی بے مثال قدرت کا مظہر بنادیا جو بعد میں آنے والوں کے لئے ایک زبردست دلیل کی حیثیت رکھتا ہے چنانچہ مفسرین لکھتے ہیں کہ حضرت عزیر علیہ السلام ایک بستی سے گزرے جہاں کے رہنے والوں کو ایک ظالم بادشاہ نے قتل کردیا تھا اور بستی کو جلا کر ملیا میٹ کردیا دیا تھا آپ حیرت سے کہا کہ اللہ تعالیٰ ان کو دوبارا کیونکر زندہ فرمائے گا!! پورا واقعہ خزائن العرفان میں سورۂ بقرہ آیت نمبر ۲۵۸ کی تفسیر کے تحت اس طرح سے ہے۔
"بقول اکثر یہ واقعہ حضرت عزیر علیہ السلام کا ہے اور بستی سے بیت المقدس مراد ہے۔ جب بخت نصر بادشاہ نے بیت المقدس کو ویران کیا اور بنی اسرائیل کو قتل کیا، گرفتار کیا، تباہ کرڈالا، پھر حضرت عزیر علیہ السلام وہاں گزرے، آپ کے ساتھ ایک برتن کھجور اور ایک پیالہ انگور کا رس تھا اور آپ ایک دراز گوش پر سوار تھے تمام بستی میں پھرے کسی کو وہاں نہ پایا۔ بستی کی عمارت کو منہدم دیکھا تو آپ نے براہ تعجب کہا "اَنّٰى يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا"، (اسے کیونکر جلائے گا اللہ اس کی موت کے بعد) اور آپ نے سواری کے حمار کو وہاں باندھ دیا اور آپ نے آرام فرمایا، اسی حالت میں آپ کی روح قبض کرلی گئی اور آپ کا گدھا بھی مرگیا۔ یہ صبح کے وقت کا واقعہ ہے، اس سے ستر برس بعد اللہ تعالیٰ نے شاہان فارس میں سے ایک بادشاہ کو مسلط کیا اور وہ اپنی فوجیں لیکر بیت المقدس پہنچا اور اس کو پہلے سے بھی بہتر طریقہ پر آباد کیا، اور بنی اسرائیل میں سے جو لوگ باقی رہے تھے اللہ تعالیٰ پھر انھیں یہاں لایا اور وہ بیت المقدس اور اس کے نواح میں آباد ہوئے اور ان کی تعداد بڑھتی رہی اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عزیر علیہ السلام کو دنیا کی آنکھوں سے

پوشیدہ رکھا اور کوئی آپ کو نہ دیکھ سکا۔

جب آپ کی وفات کے سو برس گزر گئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو زندہ کیا، پہلے آنکھوں میں جان آئی، ابھی تک تمام جسم مردہ تھا وہ آپ کے دیکھتے دیکھتے زندہ کیا گیا۔ یہ واقعہ شام کے وقت غروب آفتاب کے قریب ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم یہاں کتنے دن ٹھہرے؟ آپ نے اندازہ سے عرض کیا کہ ایک دن یا کچھ کم۔ آپ کا خیال یہ ہوا کہ اسی دن کی شام ہے جس کی صبح کو سوئے تھے۔ فرمایا نہیں بلکہ تم سو برس ٹھہرے، اپنے کھانے اور پانی یعنی کھجور اور انگور کے رس کو دیکھئے کہ ویسا ہی ہے کہ اس میں بو تک نہ آئی اور اپنے گدھے کو دیکھئے۔ دیکھا تو وہ مرگیا تھا گل گیا اور اعضاء بکھر گئے تھے، ہڈیاں سفید چمک رہی تھیں، آپ کی نگاہ کے سامنے اس کے اعضاء جمع ہوئے، اعضاء اپنے اپنے مواقع پر آئے، ہڈیوں پر گوشت چڑھا، گوشت پر کھال آئی، بال نکلے، پھر اس میں روح پھونکی، وہ اٹھ کھڑا ہوا اور آواز کرنے لگا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مشاہدہ کیا اور فرمایا: میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے۔ (خزائن العرفان)

اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ رب العزت فرماتا ہے۔

: اَوْ كَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰى قَرْیَةٍ وَّ هِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَاۚ قَالَ اَنّٰى یُحْیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَاۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗؕ قَالَ كَمْ لَبِثْتَؕ قَالَ لَبِثْتُ یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍؕ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَ شَرَابِكَ لَمْ یَتَسَنَّهْۚ وَ انْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ وَ لِنَجْعَلَكَ اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَ انْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَیْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًاؕ فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَهٗۙ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ: یا اس کی طرح جو گزرا ایک بستی پر اور وہ ڈھئی (گری) پڑی تھی اپنی چھتوں پر بولا اسے کیوں کر جلائے گا اللہ اس کی موت کے بعد تو اللہ نے اسے مردہ رکھا سو برس پھر زندہ کر دیا فرمایا تو یہاں کتنا ٹھہرا عرض کی دن بھر ٹھہرا ہوں گا یا کچھ کم فرمایا نہیں بلکہ تجھے سو برس گزر گئے اور اپنے کھانے اور پانی کو دیکھ کہ اب تک بو نہ لایا اور اپنے گدھے کو دیکھ (کہ جس کی ہڈیاں تک سلامت نہ رہیں) اور یہ اس لیے کہ تجھے ہم لوگوں کے واسطے نشانی کریں اور ان ہڈیوں کو دیکھ کیوں کر ہم انہیں اٹھان دیتے پھر انہیں گوشت پہناتے ہیں جب یہ معاملہ اس پر ظاہر ہوگیا بولا میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ سب کچھ کرسکتا ہے (البقرہ۔ ۲۵۹)



حضرت ابراہیم علیہ السلام کا پرندوں کی موت کے بعد زندہ ہونے کا مشاہدہ کرنا

مفسرین کے مطابق سمندر کے کنارے ایک آدمی کی لاش پڑی تھی، سمندر کا پانی چڑھ آتا تو اس لاش کو مچھلی وغیرہ پانی کے جانور کھانے لگتے اور جب پانی نیچے چلا جاتا تو خشکی کے جانور پرندہ و چیونٹی وغیرہ کھانے لگتے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس منظر کو دیکھا تو ان کو شوق ہوا کہ خدا کی اس قدرت کی ایک جھلک دیکھنا چاہئے کہ مردوں کو کیسے زندہ کیا جائے گا۔ چنانچہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے حضور یہ درخواست پیش کی کہ اے پروردگار مجھے دیکھادے تو مردوں کو کیسے زندہ فرمائے گا! ۔ رب تعالیٰ علیم وخبیر ہونے کے باوجود فرمایا کہ اے ابراہیم کیا تمھیں یقین نہیں ہے کہ مردوں کو زندہ کرنے پر قادر ہوں۔ آپ نے عرض کی پروردگار کیوں نہیں یقینا تو قادر ہے لیکن میں اپنا شوق دید مٹانا چاہتا ہوں تا کہ دل کو مزید قرار آجائے۔ اللہ تعالیٰ پیغمبر کی درخواست قبول فرمائی اور آپ کو یہ ترکیب بتائی کہ چار پرندوں کو لیکر ان کو ذبح کریں، سر اپنے پاس محفوظ کرلیں اور ان کے گوشت کو قیمہ بنا کر آپس میں خوب ملا کر چار حصے کر کر کے ہر ایک حصہ کو ایک ایک پہاڑی پر رکھ دیں پھر ان کو آواز دیں اور خدا کی قدرت کا نظارہ کریں اس طور پر کہ وہ سب آپ کی طرف دوڑتے ہوئے آئیں گے۔ حضرت ابرہیم علیہ السلام نے ایسا ہی کیا یعنی چار پرندے مور، مرغ، کبوتر اور کوا کو لیا پھر ان کو ذبح کر کے سر اپنے پاس رکھا اور ان کے گوشت کو خوب آپس میں خلط ملط کر کے پہاڑیوں پر رکھ دیا پھر باذن الٰہی ان کو آواز دی تو ہر ایک پرندے کا رگ و ریشہ، گوشت و پوشت اور بال و پر ایک دوسرے سے خود بخود ممتاز ہو کر اپنے سروں سے جا لگے اور پہلے کی طرح بالکل زندہ و سالم ہو کر اڑ گئے۔ اس وقعہ کا ذکر قرآن مجید نے یوں کیا ہے۔

: وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰىؕ قَالَ اَوَ لَمْ تُؤْمِنْؕ قَالَ بَلٰى وَ لٰكِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْؕ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً

مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْھُنَّ اِلَیْکَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی کُلِّ جَبَلٍ مِّنْھُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُھُنَّ یَاْتِیْنَکَ سَعْیًا وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ : اور جب عرض کی ابراہیم نے اے رب میرے مجھے دکھادے تو کیوں کر مُردے جلائے گا فرمایا کیا تجھے یقین نہیں عرض کی یقین کیوں نہیں مگر یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کو قرار آجائے فرمایا تو اچھا چار پرندے لے کر اپنے ساتھ ہلالے پھر ان کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر رکھ دے پھر انہیں بُلا وہ تیرے پاس چلے آئیں گے پاؤں سے دوڑتے اور جان رکھ کہ اللہ غالب حکمت والا ہے (البقرہ، آیۃ۔ ۲۶۰)



اصحاب کہف کا تین سو سال بعد نیند سے بیدار ہو کر عقیدۂ بعث بعد الموت پر دلیل بن جانا

حدیث پاک میں آیا ہے۔

: **النوم اخ الموت واهل الجنة لاينامون**: یعنی نیند موت کا بھائی ہے اور جنتیوں کو نیند نہیں آئے گی۔ (شعب الایمان)

آقائے دو عالم ﷺ کا ارشاد پاک بالکل حق ہے کیونکہ انسان جب نیند کی آغوش میں سما جاتا ہے تو پھر اسے دنیا کی کوئی خبر نہیں رہتی کہ اس عالم میں اس پر سے کیسے کیسے مناظر گزرے حتیٰ کہ اس حالت میں اگر کوئی سامنے سے اس پر جان لیوا حملہ بھی کرے تو نیند میں ہونے کی وجہ سے وہ اپنا بچاؤ نہیں کرسکتا، بالکل اسی طرح جس طرح مرنے والا اپنے خلاف کسی حربے کو رد کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا گویا نیند چھوٹی موت کا نام ہے۔ اس اعتبار سے دیکھیں تو نیند ہمارے وجود میں قدرت کی ایک بہت بڑی نشانی ہے کہ ہم روز ایک طرح کی جسمانی موت مارے جاتے ہیں اور روز جلائے جاتے ہیں جس کی نظیر اصحاب کہف کا وہ عبرت آموز واقعہ ہے جو قرآن میں اسی پس منظر کے تحت ذکر کیا گیا ہے، یہاں واقعہ نگاری مقصود نہیں ہے صرف نشاندہی کر دیتا ہوں۔ ارشاد الٰہی ہے۔

: اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْکَھْفِ وَالرَّقِیْمِ کَانُوْا مِنْ اٰیٰتِنَا عَجَبًا۔ اِذْ اَوَی الْفِتْیَۃُ اِلَی الْکَھْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَا اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً وَّھَیِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا۔ فَضَرَبْنَا عَلٰٓی اٰذَانِھِمْ فِی الْکَھْفِ سِنِیْنَ عَدَدًا۔ ثُمَّ بَعَثْنٰھُمْ لِنَعْلَمَ اَیُّ الْحِزْبَیْنِ اَحْصٰی لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا : ترجمہ: (اے مخاطب!) کیا تم نے یہ گمان کیا ہے کہ غار والے اور کتبے والے ہماری نشانیوں میں سے ایک عجیب نشانی تھے، جب ان نوجوانوں نے غار میں پناہ لی تو انہوں نے دعا کی اے ہمارے رب! ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما اور ہمارے مشن میں کامیابی کے اسباب مہیا فرمادے، پھر ہم نے اس غار میں ان کے کانوں پر گنتی کے کئی سالوں تک نیند مسلط کر دیا پھر ہم نے ان کو اٹھایا تاکہ ہم یہ ظاہر کریں کہ ان کے غار میں ٹھیرنے کی مدت کو دو جماعتوں میں سے کس نے زیادہ یاد رکھا ہے۔ (الکھف۔ ۷ تا ۱۲)

اکثر مفسرین کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رفع آسمانی کے بعد افسوس نامی شہر میں ایک بت پرست اور ظالم بادشاہ دقیانوس کی حکومت قائم ہوئی وہ لوگوں کو بت پرستی پر مجبور کرتا تھا اور جو بت پرستی پر راضی نہ ہوتا اسے قتل کر ڈالتا تھا اس کے جبر وظلم سے اپنا ایمان بچانے کے لئے اصحابِ کہف اس شہر سے بھاگ نکلے اور قریب کے پہاڑ میں ایک غار کے اندر پناہ گزین ہوئے، جہاں اللہ تعالیٰ نے ان پر ایسی نیند مسلط فرمادی کہ وہ تین سو برس سے زیادہ عرصہ تک اسی حال میں رہے۔ اس درمیان حالات بدل گئے یہاں تک اسی ملک میں ایک مسلمان بادشاہ کی حکومت قائم ہوگئی جس کا نام بیدروس تھا اس کے زمانے میں لوگوں کے اندر عقیدۂ بعث الموت کو لیکر شدید اختلاف پیدا ہوگیا ایک دن بادشاہ تنہائی میں جا کر اللہ تعالیٰ سے بہت ہی گریہ وزاری کے ساتھ دعا کی اے اللہ موت کے بعد زندہ کئے جانے پر تو کوئی ایسی نشانی ظاہر کردے جس سے اس عقیدہ پر لوگوں کا ایمان بحال ہوجائے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کے حالات منکشف فرمادیئے اور لوگوں کو یقین آگیا کہ موت کے بعد دوبارہ زندہ کیا جانا بالکل حق ہے۔ اس پورے واقعہ کو ذکر کرنے کے بعد اللہ رب العالمین ارشاد فرماتا ہے۔

: وَکَذٰلِکَ اَعْثَرْنَا عَلَیْھِمْ لِیَعْلَمُوْٓا اَنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَۃَ لَا رَیْبَ فِیْھَا : ترجمہ: اور اس طرح ہم نے (لوگوں کو) ان کے حال سے واقف کر دیا تاکہ ان کو یقین ہوجائے کہ اللہ کا وعدہ برحق ہے اور قیامت میں کوئی شک نہیں ہے (الکھف۔ ۲۱)



بعث بعد الموت ایک اٹل حقیقت ہے



سطور بالا میں قرآنی حکایت کی روشنی میں بھی یہ عقیدہ اچھی طرح واضح ہوگیا کہ اس دنیا سے مرنے کے ساتھ کہانی ختم ہونے والی نہیں بلکہ یہ دنیا ایک دارالعمل ہے یہاں کس نے اچھا کیا کس نے برا کیا اس کا فیصلہ یہاں نہیں وہاں ہوگا جس کو دارالجزا کہا جاتا ہے اور وہاں سب کو پھر سے حقیقی زندگی کے ساتھ اٹھایا جائے گا چاہے کوئی مانے یا انکار کرے اس سے اس عقیدے کی صحت پر کوئی اثر پڑنے والا نہیں کیونکہ یہ ایک ایسی اٹل حقیقت ہے جس سے کسی کے لئے بھی فرار ممکن نہیں۔

غرض کہ انکار کرنے والے چاہے جتنا بھی انکار کریں لیکن انھیں اس حقیقت کا سامنا بہر حال کرنا ہوگا اور اس دن ان کو اس سچائی کا ایسا یقین ہوگا کہ دنیا کی زندگی کو اس کے مقابلے میں دن کا ایک مختصر سا حصہ خیال کریں گے اور اس وقت ان کو اس عقیدے کے انکار پر زبردست پچھتاوا ہوگا جیسا کہ سورۂ یونس میں ہے۔

: وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ كَأَن لَّمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُونَ بَيْنَهُمْ قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِلِقَاءِ اللَّهِ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ : ترجمہ: اور جس دن وہ (اللہ) ان کو جمع فرمائے گا (تو یہ گمان کریں گے کہ) وہ (دنیا میں) دن کی صرف ایک گھڑی بھر رہے ہیں، وہ ایک دوسرے کو پہچان لیں گے، بیشک وہ نقصان میں رہے جنہوں نے اللہ کے سامنے حاضر ہونے کو جھٹلایا تھا اور وہ ہدایت پانے والے نہ تھے (یونس۔ ۴۵)

اسی طرح منکر اس دن اپنے جھوٹے اور فاسد عقیدے کا برا نتیجہ بھی دیکھ لیں گے جیسا کہ سورۂ نحل میں فرمایا گیا۔

: وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَا يَبْعَثُ اللَّهُ مَن يَمُوتُ بَلَىٰ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ، لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي يَخْتَلِفُونَ فِيهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّهُمْ كَانُوا كَاذِبِينَ : اور انہوں نے اپنی پکی پکی قسموں میں سے اللہ کی قسم کھائی کہ اللہ مرنے والوں کو دوبارہ زندہ کر کے نہیں اٹھائے گا کیوں نہیں! یہ اللہ کا برحق وعدہ ہے اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے، تا کہ وہ ان پر اس حقیقت کو کھلو دے جس میں وہ اختلاف کرتے تھے اور اس لئے کہ کفار جان لیں کہ وہ جھوٹے تھے۔ (النحل۔ ۳۹،۳۸)

بلکہ انکار کرنے والوں پر مزید مصیبت یہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا کہ تم دنیا میں کتنے سال رہے؟ یعنی منکرین آخرت جو دنیا کی زندگی ہی کو سب کچھ سمجھ بیٹھے تھے اور یہ کہتے تھے کہ موت کے بعد حشر ونشر کوئی چیز نہیں ہے ان سے کہا جائے گا کہ جس دنیا کی رنگینیوں میں کھو کر تم نے آخرت سے انکار کیا تھا بتاؤ اس دنیا میں تمھاری زندگی کتنی تھی؟ اور اس وقت منکروں کو دنیا کی زندگی اتنی کم معلوم ہوگی کہ وہ اسے ایک دن سے بھی کم گمان کریں گے، سورۂ مؤمنون میں ہے۔

: قَالَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ سِنِينَ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَاسْأَلِ الْعَادِّينَ قَالَ إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا لَّوْ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَعْلَمُونَ أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ : ترجمہ: اللہ فرمائے گا تم زمین میں کتنے سال رہے تھے؟ وہ کہیں گے ہم ایک دن یا دن کا کچھ حصہ رہے تھے آپ گننے والوں سے پوچھ لیجیے اللہ فرمائے گا تم بہت کم وقت ٹھہرے تھے کاش تم نے پہلے جان لیا ہوتا! کیا تم نے یہ گمان کرلیا تھا کہ ہم نے تم کو فضول پیدا کیا تھا اور تم ہماری طرف نہیں لوٹائے جاؤ گے پس اللہ بلند شان والا ہے اور حقیقی بادشاہ ہے اس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے وہی عرش کریم کا رب ہے (المومنون۔ ۱۱۲ تا ۱۱۶)

قرآن مجید کے اندر موت کے بعد زندہ اٹھائے جانے کی بات مختلف انداز میں لیکن مکمل وضاحت اور مستحکم لفظوں میں کہی گئی ہے اور اس سلسلے میں چند لفظوں کا استعمال بکثرت ہوا ہے جیسے [**یحشرون، تحشرون، یبعثون و تبعثون، یرجعون، ترجعون**] وغیرہ۔ جن سے عقیدۂ مذکور کو حسین پیرائے میں حسب حال مخاطب بیان کیا گیا ہے جیسا کہ درج ذیل آیات سے ظاہر ہے۔

(۱): وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ: اور جان رکھو کہ تمہیں اسی کی طرف اٹھنا ہے۔(البقرہ۔۲۰۳)

(۲): وَلَئِنْ مُتُّمْ أَوْ قُتِلْتُمْ لَإِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُونَ: اور اگر تم مرو یا مارے جاؤ تو اللہ کی طرف اٹھنا ہے۔(آل عمران۔۱۵۸)

(۳): وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ: اور اللہ سے ڈرو جس کی طرف تمہیں اٹھنا ہے۔(المائدہ۔۹۶)

(۴): وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا أَيْنَ شُرَكَاؤُكُمُ الَّذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ: اور جس دن ہم سب کو اٹھائیں گے پھر مشرکوں سے فرمائیں گے کہاں ہیں تمہارے وہ شریک جن کا تم دعوٰی کرتے تھے۔(الانعام۔۲۲)

(۵): وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُمَمٌ أَمْثَالُكُمْ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ إِلَى رَبِّهِمْ يُحْشَرُونَ: اور نہیں کوئی زمین میں چلنے والا اور نہ کوئی پرندکہ اپنے پروں اڑتا ہے مگر تم جیسی اُمتیں ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا پھر اپنے رب کی طرف اٹھائے جائیں گے۔(الانعام۔۳۸)

(۶): وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِنَ الْإِنْسِ: اور جس دن اُن سب کو اٹھائے گا اور فرمائے گا اے جن کے گروہ تم نے بہت آدمی گھیر لیے۔(الانعام۔۱۲۸)

(۷): يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ: اے ایمان والو اللہ و رسول کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول تمہیں اس چیز کے لیے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی اور جان لو کہ اللہ کا حکم آدمی اور اس کے دلی ارادوں میں حائل ہو جاتا ہے اور یہ کہ تمہیں اسی کی طرف اٹھنا ہے۔(الانفال۔۲۴)

(۸): وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ: اور مردوں کو اللہ اٹھائے گا پھر وہ اسی کی طرف پلٹائے جائیں گے(الانعام۔۳۶)

(۹): وَهُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ لِيُقْضٰى اَجَلٌ مُّسَمًّى ثُمَّ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ: اور وہی ہے جو رات کو تمہاری روحیں قبض کرتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ دن میں کماؤ پھر تمہیں دن میں اٹھاتا ہے کہ ٹھہرائی ہوئی میعاد پوری ہو پھر اسی کی طرف تمہیں پھرنا ہے پھر وہ بتادے گا جو کچھ تم کرتے تھے۔(الانعام۔۶۰)

(۱۰): قَالَ اَنْظِرْنِيْ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ: (شیطان) بولا مجھے فرصت دے اس دن تک کہ لوگ اٹھائے جائیں۔(الاعراف۔۱۴)

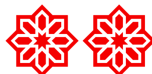
(۱۱): يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ: جس دن اللہ ان سب کو اٹھائے گا پھر انہیں اُن کے کوتک (کرتوت) جتادے گا اللہ نے انہیں گن رکھا ہے اور وہ بھول گئے اور ہر چیز اللہ کے سامنے ہے(المجادلہ۔۶)

(۱۲): يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ: جس دن اللہ ان سب کو اٹھائے گا تو اُس کے حضور بھی ایسے ہی قسمیں کھائیں گے جیسی تمہارے سامنے کھا رہے ہیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے کچھ کیا سنتے ہو بے شک وہی جھوٹے ہیں۔(المجادلہ۔۱۸)

(۱۳): لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ: ضرور اس کے پیٹ میں رہتا جس دن تک لوگ اٹھائے جائیں گے(الصٰفٰت۔۱۴۴)

(۱۴): وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ: اور اس لیے کہ قیامت آنے والی اس میں کچھ شک نہیں اور یہ کہ اللہ اُٹھائے گا اُنہیں جو قبروں میں ہیں۔(الحج۔۷)

(۱۵): وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ: اور ڈرو اس دن سے جس میں اللہ کی طرف پھروگے اور ہر جان کو اس کی کمائی پوری بھر دی جائے گی اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔(البقرہ۔۲۸۱)



تتمہ



یہ بتانے کی چنداں ضرورت نہیں ہے آج کے اس دور پرفتن میں جہاں ہر طرف لوگ دنیا کی رعنائیوں ورنگینوں میں مستغرق نظر آرہے ہیں وہیں عامۃ المسلمین کے ایمان وعقائد کس قدر متزلزل ہو گئے ہیں بلکہ مشاہدہ یہ ہے کہ ہمارے ملک میں مسلم گھرانوں میں پیدا ہونے والے نوجوانوں کا ایک طبقہ غیر شعوری طور پر ہی سہی لیکن تیزی سے دہریت اور لادینیت کی طرف بڑھ رہا ہے غیروں کی صحبت اور تعلیمات قرآن سے دوری انھیں ہلاکت ایمانی کے دہانے پر پہنچا دیا ہے انھیں نہ اپنی مسلمانی کا احساس نہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ کا خوف ہے بلکہ مذہبی عقائد وحقائق کو ایک ثانوی حیثیت دے کر نظر انداز کر دیتا ہے نیز اکثر بیشتر وہ لوگ جو دنیا کی نعمتوں میں داد عیش دے رہے ہیں وہ شاید گناہوں پر اس لئے جری نظر آتے ہیں کیوں کہ آخرت کا تصور اور یوم محاسبہ کا سنگین امران کی نظر میں بالکل دھندلا ہو چکا ہے ہوسکتا ہے وہ لوگ یہ سمجھتے ہوں کہ ہمیں نہ کسی عظیم چیز کا سامنا کرنا ہے نہ حساب وکتاب کی منزل سے گزرنا ہے اور اگر ایسا مرحلہ پیش آیا بھی تو ہم بچ جائیں گے جبکہ ان کے خیال کے برعکس اللہ رب العالمین کا ارشاد کچھ اور ہی ہے کما قال ۔

:اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ، حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ، ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ، لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ، ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ، ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَىِٕذٍ عَنِ النَّعِيْمِ: تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے، یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا، ہاں ہاں جلد جان جاؤ گے، پھر ہاں ہاں جلد جان جاؤ گے، ہاں ہاں اگر یقین کا جاننا جانتے تو مال کی محبّت نہ رکھتے، بے شک ضرور جہنم کو دیکھو گے، پھر بے شک ضرور اسے یقینی دیکھنا دیکھو گے، پھر بے شک ضرور اس دن تم سے نعمتوں سے پرسش ہوگی ۔(التکاثر)

لہٰذا یہ ایک نا قابل تنسیخ سچائی ہے کہ موت کے بعد اللہ رب العزت ہم سب کو پھر زندہ فرمائے گا اور اصل زندگی وہی ہوگی جو اس دنیا سے انتقال کے بعد شروع ہونے والی ہے اور وہ بہت ہی مشکل ودشوار گزار زندگی ہے اس کے مراحل بہت کٹھن ہیں جن کو بہر حال طے کرنے ہوں گے اور وہاں جب رب کے حضور پیشی ہوگی تو پروانۂ نجات کا مجاز صرف وہی جماعت ہوگی جس نے اس دنیا میں اسلام کی حقانیت کو تسلیم کیا اس کے احکام پر عمل کئے اور اس کی ہر ہدایت پر سختی سے کار بند رہی بایں ہمہ ہم سب پر اشد ضروری ہے کہ ہم عقائد اسلامیہ کے ہر باب میں خود کو درجۂ یقین پر فائز کرلیں اور اپنی نسل کو یہ باور کرادیں کہ اسلام ہی دین حق ہے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا بتایا ہوا راستہ ہی جادۂ مستقیم ومنزل مقصود تک پہنچانے والا ہے ۔

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین، وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہٖ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

طالب دعائے حسن خاتمہ

گدائے بارگاہ قادریہ، برکاتیہ رضویہ

احقر الوریٰ محمد احمد رضا قادری مصباحی حنفی دیناجپوری غفرلہ

خادم التدریس والافتائی جامعہ اہلسنت ضیائی العلوم کربلا روڈ کالپی شریف ضلع جالون یوپی

۲۶؍ جمادی الاخریٰ ۱۴۴۱ھ بمطابق ۲۳؍ جنوری ۲۰۲۰ء

